توضیح المرام
فی
نزول المسیح علیہ السلام
تالیف
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم
ناشر
مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا

(القرآن الکریم)

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم الحدیث (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ ومسلم ج ۱ ص ۸۷)

وعنہ مرفوعاً کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء الحدیث (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۲۴ مجمع الزوائد ص ۳۲۹ ج ۷)

واجتمعت الامۃ علی ما تضمنہ الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی السماء حی وانہ ینزل فی آخر الزمان

(تفسیر البحر المحیط ص ۴۷۳ ج ۲)

توضیح المرام

فی

نزول المسیح علیہ السلام

اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور قرب قیامت نازل ہونے اور نزول کے بعد دجال کو قتل کرنے اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے مطابق حکومت کرنے اور زمین کو عدل و انصاف سے پُر کرنے کا ثبوت صحیح احادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہی تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے اور اس کے برخلاف بعض فلاسفہ ملحدہ اور قادیانی اور لاہوری مرزائیوں وغیرہ ملحد فرقوں کا عقیدہ باطل اور خلاف اسلام ہے۔

تالیف

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

ناشر

مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

طبع سوم اگست ۲۰۰۳ء

نام کتاب .... توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام

مؤلف .... شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

قیمت .... ستائیس روپے (۲۷/-)

﴿ملنے کے پتے﴾

☆ مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

☆ مکتبہ علمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نعو روڈ مینگورہ

☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت

☆ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ مکتبہ مجیدیہ ملتان

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ اسلامی کتب خانہ اڈا کائی ایبٹ آباد

☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

☆ دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ

☆ کتاب گھر شادی مارکیٹ گکھڑ

فہرست مضامین توضیح المرام

انتساب

بعض مصنفین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنی تالیف کی نسبت کسی بزرگ شخصیت کی طرف کیا کرتے ہیں تاکہ اس سے ان کو شرف بھی حاصل ہو جائے اور اس شخصیت سے عقیدت و محبت کا اظہار بھی ہو جائے راقم اثیم اپنی اس ناچیز تالیف توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام کا انتساب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی طرف کرتا ہے کیوں کہ یہ تالیف ان کے رفع الی السماء و حیات اور نزول کے بارے ہی مرتب کی گئی ہے اگر راقم اثیم زندہ رہا تو انشاء اللہ العزیز یہ حقیر سا تحفہ خود حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی کرے گا اور سعادت حاصل کرے گا اور اگر ان کی آمد سے پہلے ہی اس حقیر کی وفات ہو گئی تو راقم اثیم کے اپنے متعلقین میں کوئی نیک بخت یہ تالیف حضرت کی خدمت اقدس میں پیش کر دے اور ساتھ ہی راقم اثیم کا نام لے کر عاجزانہ اور عقیدت مندانہ سلام مسنون بھی عرض کر دے — البقاء للہ تعالیٰ وحدہ

العبد الحقیر ابو الزاہد محمد سرفراز
خطیب مرکزی جامع مسجد اہل السنت والجماعت گکھڑ
واستاذ حدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
یکم محرم الحرام 1417ھ — 19 مئی 1996ء

پیش لفظ

مُبَسمِلاً و مُحَمدِلاً و مُصَلِیاً و مُسَلِماً اما بعد! توحید و رسالت اور قیامت کے عقیدہ کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء بنی اسرائیل کے (علیٰ علیہم وعلیٰ نبینا الصلوات والتسلیمات) آخری پیغمبر تھے ولادت سے لے کر رفع الی السماء تک ان کی زندگی بڑے عجیب رنگ میں گذری اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر عجیب و غریب معجزات صادر فرمائے جن کا واضح ذکر قرآن کریم اور احادیث متواترہ اور کتب تاریخ میں موجود ہے ان کی زندگی کی مختلف پہلو ہیں ایک یہ کہ ان کو زندہ جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور وہ زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہو کر دجال لعین کو قتل کریں گے اور یہود و نصاریٰ وغیرہم کفار کا صفایا کریں گے اور مذہب اسلام کو خوب خوب چمکائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی اور چالیس سال تک منصفانہ اور عادلانہ حکومت کریں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے اور مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس کے اندر ان کو دفن کیا جائے گا ان کے رفع الی السماء حیات اور نزول الی الارض کے بارے تمام اہل اسلام متفق ہیں کسی کا ان امور میں کوئی اختلاف نہیں ہاں بعض فلاسفہ ملاحدہ اور قادیانی اور لاہوری مرزائی وغیرہم باطل اور مردود فرقے ان کی حیات اور نزول کے منکر ہیں اہل اسلام کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء حیات اور نزول ان کے عقائد میں شامل ہے جیسا کہ پیش نظر کتاب میں قارئین کرام کو مستحکم اور مضبوط حوالوں سے یہ بات معلوم ہوگی قدیماً و حدیثاً علماء اسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء حیات اور نزول پر اپنے اپنے انداز میں بے شمار اور بہترین کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

(1)عقیدۃ اہل الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام۔
شیخ العلامہ المحدث عبداللہ الصدیق الغماری

(2)ازالۃ الشبہات العظام فی الرد علیٰ منکر نزول عیسیٰ علیہ السلام — شیخ محمد علی اعظم

(3)اعتقاد اہل الایمان بالقرآن بنزول المسیح علیہ السلام فی نزول آخر الزمان — الشیخ العلامۃ محمد العربی التباني المغربی

(4)التوضیح فی ما تواتر فی المنتظر والدجال والمسیح — القاضی الشوکانی

(5)الجواب المقنع المحرر فی الرد علیٰ من طغیٰ وتجبر بدعوی انہ عیسیٰ او المہدی المنتظر — العلامۃ الشیخ حبیب اللہ الشنقیطی

(6)نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرۃ۔ العلامۃ محمد زاہد الکوثری

(7)الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح —
حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی

(8)عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام —
العلامۃ المحدث السید محمد انور شاہ الکشمیری

(9)تحیۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام —
العلامۃ المحدث السید محمد انور شاہ الکشمیری

یہ دونوں کتابیں خالص علمی اور دقیق کتابیں ہیں جن میں کتابوں کے حوالوں کا انبار لگا دیا گیا ہے اور دونوں عربی میں ہیں ان سے استفادہ صرف جید اور کہنہ مشق مدرس قسم کے علماء ہی کر سکتے ہیں دوسرے حضرات کے بس کی بات نہیں ہے وہ حضرت کے رفع درجات کی دعا ہی کریں کہ انہوں نے بہت بڑا علمی خزانہ جمع کر دیا ہے

(10)التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (علیہ السلام)یہ کتاب بھی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی ہے جس کی ترتیب بھی اور مقدمہ بھی مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحبؒ(المتوفی 9شوال1396ھ) نے لکھا ہے اور احادیث اور تفاسیر کی کتب سے نشاندہی اور تحقیق بصورت حاشیہ علامہ محمد زاہد الکوثریؒ کے شاگرد رشید الشیخ عبدالفتاح ابو غدۃ الحلبی الشامی نے کی ہے حق گوئی کی پاداش میں شام کے بے دین حکمرانوں نے انہیں ملک سے جلا وطن کردیا تھا اور سالہا سال تک مہاجرانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو کر حکومت سعودیہ کی فراخ دلی سے الریاض میں علمی خدمت انجام دیتے رہے راقم اثیم کی رمضان 1413ھ میں مکہ مکرمہ میں ان کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات ہوئی تھی اور حضرت کے شدید اصرار پر عصر کی نماز راقم اثیم ہی نے پڑھائی تھی راقم اثیم کے ساتھ حضرت مولانا محمد سیف الرحمٰن صاحب دام مجدہم استاذ حدیث و مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ جو حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کے داماد بھی تھے اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب دام مجدہم یکے از ارکان روضہ الاطفال کراچی بھی تھے معلوم ہوا کہ شام کی حکومت نے پابندی اٹھالی ہے اور الشیخ عبد الفتاح ابو غدۃ اب حلب ملک شام میں رہائش پذیر ہیں اور اب فوت ہوچکے ہیں التصریح بما تواتر فی نزول المسیح علیہ السلام میں چالیس مرفوع حدیثیں حضرات ائمہ حدیث کی تصریح کے ساتھ صحیح اور حسن قسم کی جمع کی ہیں اور پینتیس حدیثیں ایسی جمع کی ہیں جن کو حضرات محدثین کرامؒ نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور ان پر سکوت اختیار کیا ہے جو اصول حدیث کے لحاظ سے قابل برداشت ہیں ان کے علاوہ الشیخ عبدالفتاح ابو غدۃ نے مزید دس احادیث کی بصورت تتمہ واستدراک نشاندہی کی ہے جو صاحب التصریح سے چھوٹ گئی تھیں مزید برآں التصریح میں حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے آثار اور موقوفات بھی ذکر کئے ہیں جن کی تعداد چھبیس ہے التصریح میں کل مرفوع اور موقوف روایات ایک سو ایک ہیں اور الشیخ

عبدالفتاح ابو غدۃ نے مزید دس آثار کی نشاندہی کی ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ سے باوجود وسعت نظری اور قوت حافظہ کے چھوٹ گئے تھے اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے دور میں کتابیں بہت نایاب تھیں بعد میں کتابوں کی طباعت و اشاعت میں فراوانی ہو گئی التصریح سے متوسط قسم کے عربی دان بھی بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں اور اس مسئلہ پر کسی اور کتاب کی احادیث کی تلاش میں ضرورت نہیں پڑتی بہت عمدہ اور جامع کتاب ہے علماء اور طلباء ضرور اس کی طرف رجوع کریں

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

التحدیث بالنعمۃ تین مبارک خواب

اللہ تعالیٰ نے راقم اثیم پر جو احسانات اور انعامات کیے ہیں راقم اثیم قطعاً ویقیناً اپنے آپ کو ان کا اہل نہیں سمجھتا۔ صرف اور صرف منعم حقیقی کا فضل وکرم ہے کہ حضرات علماء اور طلباء اور خواص وعوام اس ناچیز سے محبت بھی کرتے ہیں اور قدر دانی بھی کرتے ہیں ڈھول اندر سے تو خالی ہوتا ہے مگر اس کی آواز دور دور تک جاتی ہے یہی حال میرا ہے کہ علم وعمل تقویٰ اور ورع سے اندر خالی ہے اور حقیقت اس کے سوا نہیں کہ من آنم کہ من دانم راقم اثیم تحریک ختم نبوت کے دور میں پہلے گوجرانوالہ جیل میں پھر سنٹرل جیل ملتان میں کمرہ نمبر14میں مقید رہا ہزاری بارک نمبر6دو منزلہ تھی اور اس میں چار اضلاع کے قیدی تھے اور سبھی ہی علماء طلباء تاجر اور پڑھے لکھے لوگ تھے جو چار تھے اضلاع یہ ہیں ضلع گوجرانوالہ ضلع سیالکوٹ ضلع سرگودھا اور ضلع کیمبل پور(فی الحال ضلع اٹک)بحمداللہ تعالیٰ جیل میں بھی پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری تھا راقم اثیم قرآن کریم کا ترجمہ موطا امام مالک شرح نخبۃ الفکر اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ کتابیں پڑھاتا رہا دیگر حضرات علماء کرام بھی اپنے اپنے ذوق کے اسباق پڑھتے پڑھاتے رہے آخر میں راقم اثیم کمرہ میں اکیلا رہتا تھا کیوں کہ باقی ساتھی رہا ہو چکے تھے اور میں قدرے بڑا مجرم تھا تقریباً دس ماہ جیل میں رہا اور

ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق کی تردید میں بجواب دو اسلام صرف ایک اسلام وہاں ملتان جیل ہی میں راقم اثیم نے لکھی تھی

خواب نمبر1

1373ھ 1953ء میں تقریباً سحری کا وقت تھا کہ خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ کہاں آ رہے ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہاں تمہارے پاس تشریف لائیں گے میں خوش بھی ہوا کہ حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہو گا اور کچھ پریشانی بھی ہوئی کہ میں تو قیدی ہوں حضرت کو بٹھاؤں گا کہاں ؟اور کھلاؤں پلاؤں گا کیا؟پھر خواب ہی میں یہ خیال آیا کہ راقم کے نیچے جو دری نمدہ اور چادر ہے یہ پاک ہیں ان پر بٹھاؤں گا خواب میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھ ان کا ایک خادم تشریف لائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک ننگا تھا چہرہ اقدس سرخ اور ڈاڑھی مبارک سیاہ تھی لمبا سفید عربی طرز کا کرتا زیب تن تھا اور نظر نہیں آتا تھا مگر محسوس یہ ہوتا تھا کہ نیچے حضرت نے جانگیہ اور نیکر پہنی ہوئی ہے اور آپ کے خادم کا لباس سفید تھا فٹ کرتا اور قدرے تنگ شلوار اور سر پر سفید اور اوپر کو ابھری ہوئی نوک ورا ٹوپی پہنے ہوئے تھے راقم اثیم نے اپنے بستر پر جو زمین پر بچھا ہوا تھا دونوں بزرگوں کو بٹھلایا نہایت ہی عقیدت مندانہ طریقہ سے علیک سلیک کے بعد راقم اثیم نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مؤدبانہ طور پر کہا کہ حضرت! میں قیدی ہوں اور کوئی خدمت نہیں کر سکتا صرف قہوہ پلا سکتا ہوں حضرت نے فرمایااللہ میں خواب ہی میں فوراً تنور پر پہنچا جہاں روٹیاں پکتی تھیں میں نے اس تنور پر گھڑا رکھا اور اس میں پانی چائے کی پتی اور کھانڈ ڈالی اور تنور خوب گرم تھا جلدی ہی میں قہوہ تیار ہو گیا راقم اثیم خوشی خوشی لے کر کمرہ میں پہنچا اور قہوہ دو پیالیوں میں ڈالا اور یوں محسوس ہوا کہ اس میں دودھ بھی پڑا ہوا ہے بڑی خوشی ہوئی ان دونوں بزرگوں نے چائے پی پھر جلدی سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھ کھڑے ہوئے اور خادم بھی ساتھ اٹھ گیا میں نے التجاء کی کہ حضرت ذرا آرام کریں اور ٹھہریں تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمیں جلدی جانا ہے پھر انشاء اللہ العزیز جلدی آ جائیں گے

یہ فرما کر رخصت ہو گئے راقم اثیم اس خواب سے بہت ہی خوش ہوا فجر ہوئی اور ہمارے کمرے کھلے تو راقم اثیم استاذ محترم حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت بھی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ہمارے ساتھ جیل میں مقید تھے اور ان کے سامنے خواب بیان کیا حضرت نے فرمایا میاں! تمہیں معلوم ہے کہ حضرات انبیاء کرام اور فرشتوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی (جو تمام معصوم ہیں) شکل وصورت میں شیطان نہیں آسکتا واقعی تم نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو دیکھا ہے اور میاں! ہو سکتا ہے کہ تمہاری زندگی ہی میں تشریف لے آئیں استاذ محترم کا راقم اثیم سے بہت گہرا تعلق تھا اور ان کے حکم سے ان کی علمی کتاب تحقیق الکلام کی ترتیب میں راقم اثیم نے خاصا کام کیا ہے حضرت کی تکمیل از وفات اپنی خواہش اور ان کے جملہ لواحقین اور متعلقین کی قلبی آرزو کے مطابق 16جمادی الاول1411ھ 4 دسمبر1990ء کو مومن پور علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں راقم اثیم نے ان کا جنازہ پڑھایا اور دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر سنت کے موافق دعاء مانگی اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے آمین ثم آمین

خواب نمبر2

راقم اثیم نے دوسری مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شلوار پہنے ہوئے تھے اور گھٹنوں سے ذرا نیچے تک قمیص زیب تن تھی اور سر مبارک پر سادہ سا کلہ اوپر پگڑی باندھے ہوئے تھے اور کوٹ میں جو گھٹنوں سے نیچے تھا ملبوس تھے اور بڑی تیزی سے چل رہے تھے راقم اثیم کو پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جا رہے ہیں تو راقم اثیم بھی پیچھے پیچھے چل پڑا اور سلام عرض کیا یوں محسوس ہوا کہ بہت آہستہ سے جواب دیا اور رفتار برقرار رکھی راقم بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا کافی دور جانے کے بعد زور زور کی بارش شروع ہو گئی حضرت اس بارش میں بیٹھ گئے اور اوپر ایک سفید رنگ کی چادر تان لی کافی دیر تک مغموم اور پریشان حالت میں بیٹھے رہے پھر بارش میں ہی اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے اور پھر نظر نہ آئے اس خواب کے چند دنوں بعد مہاجرین فلسطین کے دو کیمپوں صابرہ اور شتیلہ کا واقعہ پیش آیا کہ یہودیوں نے تقریباً بتیس ہزار مظلوم مسلمان مردوں عورتوں بوڑھوں

بچوں اور مریضوں کو گولیوں سے بھون ڈالا اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد راقم اثیم خواب کی تعبیر سمجھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شدید بارش میں چادر اوڑھ کر بیٹھنا اور پریشان ہونا اس کی طرف اشارہ تھا کہ تقریباً ستر لاکھ کلم یہودیوں کے ہاتھوں تقریباً ستو کروڑ کی آس پاس کی مسلمان حکومتوں کی موجودگی میں جنہوں نے بے غیرتی کا مظاہرہ کیا اور مصلحت کی چادر اوڑھ رکھی ہے مظلوم مسلمانوں پر بارش کی طرح گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے مگر یہ بے غیرت خاموش ہیں اور ان کی بے غیرتی اور بے حسی دوامیکہ۔ پرستی لعنت مآخوذ ان پر چھائی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان کو شرم و غیرت کی دولت عطا فرمائے آمین

ان دو خوابوں میں راقم اثیم نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا شرف حاصل کیا

خواب نمبر3

اور بحمد للہ تعالیٰ کارگل کی لڑائی سے چند دن پہلے تیسری مرتبہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ہے آپ سفید لباس میں ملبوس تھے اوپر واسکٹ تھا سر مبارک ننگا تھا اور عینک لگائے ہوئے تھے ملاقات ہوتے ہوئے آپ فوراً کہیں چلے گئے اور آپ کے ارد گرد کچھ مسلح نوجوان تھے اور خاصی تعداد میں میلے اور ڈھیلے لباس والے طالبان قسم کی مخلوق تھی جو آپ کے حکم کی منتظر تھی

خاصا عرصہ ہوا ہے کہ راقم اثیم نے حیات حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مسودہ کی کچھ ترتیب دی تھی گو وہ مسودہ مکمل تو نہ تھا مگر خاصا علمی مواد اس میں جمع تھا اس کی خاصی تلاش کی مگر مسودات کے جنگلات میں بسیار تلاش کے بعد بھی ناکامی ہوئی اس مد کے کچھ حوالے مختلف شذرات پر ملے اور کچھ مزید حوالے جمع کر کے اب اس صورت میں حضرات قارئین کی خدمت میں یہ توضیح المرام پیش کی جارہی ہے علمی استدلال اور حوالوں کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے والے حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جائے گا اور اصلاح میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی انشاء اللہ العزیز

اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ دعاء ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے توحید وسنت پر قائم رہنے کی توفیق بخشے اور شرک وبدعت اور بری رسموں سے بچائے اور راقم اثیم کا اور ہر مسلمان کا خاتمہ بالایمان کرے آمین ثم آمین

وصلی اللہ تعالٰی علٰی رسولہ خیر خلقہ محمد وعلٰی آلہ وازواجہ واصحابہ وذریاتہ واتباعہ الٰی یوم الدین

العبد العاجز ابو الزاہد محمد سرفراز

تاریخ 15 رجب 1420ھ 25 اکتوبر 1999ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم وعلٰی اصحابہ وآلہ واتباعہ الٰی یوم الدین

لا بحوا مذہب اسلام کی بنیاد محکم اور مضبوط عقائد عمدہ اور فطری اعمال وعبادات بہترین اخلاق وکردار اور صاف اور ستھرے معاملات پر قائم ہے اور ان سب میں اولیت عقائد کو حاصل ہے جب تک عقیدہ درست نہ ہو کوئی بھی زبانی بدنی اور مالی عبادت اور عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا اور تصدیق وایمان کے بغیر ہر قسم کی محنت اور مشقت بالکل رائیگاں ہوتی اور بے کار ہو جاتی ہے عقائد میں توحید ورسالت اور قیامت کے عقیدہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور دیگر عقائد کو تسلیم کئے بغیر بھی کوئی چارہ اور چھٹکارا نہیں الغرض ان تمام عقائد اور اصول کو اور ان سب احکام وفروع کو درجہ بدرجہ تسلیم کرنا ضروری ہے جن کو ضروریات دین سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن کا ثبوت ادلّہ قطعیہ سے ہے اور قطعی ادلہ تین ہیں نص قرآنی حدیث متواتر اور اجماع امت جس طرح نفس قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح اشراط الساعۃ اور قیامت کی ان علامات اور نشانیوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے جن کا ثبوت ان ادلّہ مذکورہ سے ہو قیامت کے آنے کی بے شمار نشانیاں ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں

حضرت حذیفہؓ بن اسید الغفاریؓ (المتوفی 42ھ) فرماتے ہیں کہ

اطلع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون؟ قالوا تذکر الساعۃ قال انہا لن تقوم حتی ترون قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسٰی بن مریم ویاجوج وماجوج وثلاثۃ خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب وآخر ذٰلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الٰی محشرہم (مسلم جلد 2

مسلم ص 393 ج 2 ابو داؤد جلد 2 ص 236 ترمذی جلد 2 ص 41 وابن ماجہ ص 302 واللفظ لہ

آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں مذاکرہ اور گفتگو کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ کیا گفتگو کر رہے ہو؟ اہل مجلس نے کہا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں آپ نے دھوئیں دجال دابۃ الارض سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول اور یاجوج وماجوج کے خروج کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تین مقامات زمین میں دھنس جائیں گے ایک خسف مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں ہوگا (غالباً اسی جگہ جس مقام پر اب امریکہ کی فوج ہے) اور آخر میں یمن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف دھکیلتی جائے گی

اسی مضمون کی مرفوع حدیث حضرت واثلہؓ بن الاسقع المتوفی 83ھ سے بھی مروی ہے جس میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح موجود ہے مستدرک جلد 4 ص 428 قال الحاکم وہذا صحیح

ہمارا مقصد اس وقت قیامت کی بقیہ نشانیوں کا بیان کرنا نہیں ان میں سے ہر ایک نشانی حق ہے جس کا وقوع ضروری ہے اس وقت ہمارا مدعا صرف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ جسم کے ساتھ رفع الی السماء ان کی آسمان پر حیات اور قیامت سے قبل ان کا نزول من السماء ہے اور اس کا ثبوت قرآن کریم احادیث متواترہ اور امت مسلمہ کے اتفاق و اجماع سے ہے جن میں ہر ایک دلیل اصول کے لحاظ سے اپنی جگہ قطعی اور یقینی ہے جس کا انکار یا تاویل کفر زندقہ اور الحاد ہے اور اصول دین کے خلاف کوئی شخص بھی جو ضروریات دین کا منکر یا موول ہو مسلمان نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اس میں معذور متصور ہو سکتا ہے اور ہر شخص کا مطالبہ ہے کہ اے خواجہ رانجیل کن نے ذکر را

مقدمہ

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول من السماء کا عقیدہ ضروریات دین میں شامل ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات ائمہ مجتہدینؒ حضرات فقہاء اسلامؒ حضرات محدثینؒ حضرات مفسرین کرامؒ اور حضرات صوفیاء عظامؒ وغیرہم بھی ہی بزرگان دین اس عقیدہ کو عقائد اور ایمانیات میں شامل کرتے ہیں اور صریح اور واضح الفاظ میں اس کو حق اور ایمان کہتے ہیں چند حوالے ملاحظہ ہوں

1 حضرت امام ابو حنیفہ (الامام الاعظم نعمان بن ثابتؒ المتوفیٰ150ھ) فرماتے ہیں،

ونزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام من السماء حق کائن (الفقہ الاکبر مع شرحہ لملا علی القاریؒ ص135 طبع کانپور)

کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا حق اور یقیناً ہونے والی چیز ہے

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اپنی مختصر کتاب الفقہ الاکبر میں جس میں انہوں نے مختصر طور پر اصولی اور بنیادی عقائد اور فقہی اصول کا ذکر کیا ہے یہ بھی واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا حق اور ضروری ہے یہ بات پیش نظر رہے کہ الفقہ الاکبر حضرت امام ابو حنیفہؒ ہی کی تالیف و تصنیف ہے (ملاحظہ ہو الفہرست لابن ندیمؒ ص298 اور مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ طاش کبری زادہؒ جلد2 ص29) معتزلہ وغیرہم نے الفقہ الاکبر کے امام ابو حنیفہؒ کی تالیف ہونے کا انکار کیا ہے مگر ان کا قول تاریخی طور پر مردود ہے (دیکھئے مفتاح السعادۃ جلد2 ص29)

2 امام ابو جعفر الطحاویؒ (احمدؒ بن محمدؒ بن سلامۃ الازدی المتوفیٰ321ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ

ونؤمن بخروج الدجال ونزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام من السماء الخ (العقیدۃ الطحاویۃ ص 8 ومع الشرح ص 426)

ہم دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں

چونکہ قرآن کریم کے قطعی قرائن احادیث متواترہ اور اجماع امت سے دجال کا خروج اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نزول ثابت ہے اس لئے امام اہل السنت والجماعت اور فقہ میں وکیل احناف امام طحاویؒ نؤمن کے الفاظ سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا تسلیم کرنا عقیدہ اور ایمان میں داخل ہے

3 مشہور اور نامور محدث قاضی ابوالفضل عیاضؒ بن موسیٰؒ المتوفی 544ھ) فرماتے ہیں کہ

نزول عیسیٰ علیہ السلام وقتلہ الدجال حق وصحیح عند اھل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلک ولیس فی العقل والشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ اھ (بحوالہ نووی شرح مسلم جلد 2 ص 403)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نازل ہونا اور ان کا دجال کو قتل کرنا اہل السنت والجماعت کے نزدیک اس سلسلہ میں وارد احادیث صحیحہ کی بنا پر حق اور صحیح ہے اور عقل و شرع میں اس کے باطل کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہٰذا اس کا اثبات واجب اور ضروری ہے

علامہ موصوفؒ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کو اہل السنت والجماعت کا عقیدہ بتاتے اور حق کہتے ہیں

4 امام اہل سنت والجماعت الشیخ ابو الحسن الاشعریؒ (علی بن اسماعیل بن اسحاق بن سالم الاشعریؒ المتوفی 330ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ

واجمعت الامۃ علی ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام إلی السماء الخ(کتاب قبابۃ عن اصول الدیانۃ ص 46)

امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے الخ (اور پھر وہ آسمان سے نازل ہوں گے)

امام موصوفؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء کے بارے امت کے اجماع کا حوالہ دیا ہے

5 مشہور مفسر علامہ اندلسیؒ ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ والمتوفی 745ھ لکھتے ہیں کہ

واجمعت الامۃ علی ما تضمنہ الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ علیہ السلام فی السماء حی وانہ ینزل فی آخر الزمان الخ (تفسیر البحر المحیط جلد 2 ص 473)

حدیث متواتر کے پیش نظر امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں وہ نازل ہوں گے

البحر المحیط اپنے نام کی طرح بحر بے کراں اور طویل تفسیر ہے علامہ موصوفؒ نے خود اس کا اختصار بھی کیا ہے جس کا نام النہر الماد ہے جو البحر المحیط کے حاشیہ پر ہے اور یہ عبارت النہر الماد برحاشیہ البحر المحیط جلد 2 ص 473 پر بھی موجود ہے

6 علامہ تفتازانیؒ (سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی المتوفی 792ھ) نے علم کلام میں ایک مختصر اور وقیع کتاب لکھی ہے جس کا نام مقاصد الطالبین فی علم اصول عقائد الدین ہے اور پھر خود انہوں نے اس کی مفصل شرح بھی لکھی ہے جو شرح المقاصد کے نام سے معروف ہے اس کے آخر میں وہ لکھتے ہیں

وقد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظہور امام من ولد

فاطمة الزهراء الی قوله وفی نزول عیسی وخروج الدجال من الاشراط کدابة الارض ویأجوج ومأجوج وطلوع الشمس من مغربها الخ(مقاصد مع الشرح جلد 2 ص 307 و ص 308 طبع ترکی) کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں ایک امام کے ظاہر ہونے ۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دابۃ الارض اور یأجوج و مأجوج کے خروج اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں جو قیامت کی نشانیاں ہیں صحیح احادیث وارد ہیں

7 علم عقائد کی معتمد اور معروف کتاب المسایرۃ (للشیخ الامام کمال الدین محمدؒ بن ہمام الدین عبدالواحد الشہیر بابن الہمامؒ المتوفی 861ھ)اور اس کی شرح المسامرۃ (للشیخ کمال الدین محمدؒ بن محمد المعروف بابن ابی شریف المقدسیؒ المتوفی 905ھ) میں ہے

واشراط الساعة من خروج الدجال ونزول عیسی بن مریم علیهما الصلوٰة والسلام من السماء وخروج یأجوج ومأجوج وخروج الدابة کما فی سورة النمل وفی جامع الترمذی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم تخرج الدابة ومعها خاتم سلیمان وعصا موسی فتجلو وجه المؤمن وتخطم انف الکافر بالخاتم الحدیث وطلوع الشمس من مغربها کل منها حق وردت به النصوص الصریحة الصحیحة(المسامرۃ مع المسایرۃ جلد 2 ص 242 ص 243 طبع مصر)

اور قیامت کی نشانیاں دجال کا خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نزول اور یأجوج ومأجوج کا خروج اور دابہ کا خروج جیسا کہ پ 20 سورۃ نمل رکوع 6 میں ہے اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ (الآیۃ)اور جامع ترمذی جلد 2 ص 150 میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دابہ نکلے گا اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا ہو گا اور دابہ مومن کے چہرے کو اس انگوٹھی سے روشن کرے گا اور کافر کی ناک میں نکیل ڈالے گا الحدیث (وقال حدیث حسن) اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ان میں ہر ہر چیز حق ہے کیونکہ نصوص صریحہ اور صحیحہ ان میں وارد ہوئی ہیں

9 علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ (المتوفی 1067ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ

ونزوله إلى الارض واستقراره عليها قد ثبت باحاديث صحيحة بحيث لم يبق فيه شبهة لم يختلف فيه احد الخ

(عبدالحکیمؒ علی الخیالی ص 142)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمین پر نازل ہونا اور ان کا زمین پر متمکن ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہیں ہے اور کسی (مسلمان) نے اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا

یعنی اتنی اور اس قدر صحیح متواتر اور واضح احادیث سے اس کا ثبوت ہے کہ نہ تو اس میں کوئی شبہ رہا ہے اور نہ کسی مسلمان نے جو قرآن کریم حدیث متواتر اور اجماع امت پر یقین رکھتا ہے اس میں اختلاف کیا ہے

10 مشہور معتمد متکلم امام السفارینیؒ (محمدؒ بن احمدؒ بن سلیمان السفارینیؒ المتوفی 1188ھ) نے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع إلی السماء حیات اور نزول پر کتاب وسنت کے واضح دلائل پیش کئے ہیں اور اس کے بعد اس پر اجماع امت کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں

واما الاجماع فقد اجمعت الامة على نزوله ولم يخالف فيه احد من اهل الشريعة وانما انكر ذلك الفلاسفة والملاحدة ممن لا يعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الامة على انه ينزل ويحكم بهذه الشريعة المحمدية وليس ينزل بشريعة مستقلة عند نزوله من السماء وان كانت النبوة قائمة به وهو متصف بها الخ

(شرح عقیدۃ السفارینی" جلد2 ص90)

اور بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول پر امت کا اجماع واتفاق ہے اور اس میں اہل اسلام میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے ہاں فلاسفہ اور ملحدوں نے اس کا انکار کیا ہے جن کی بات کا کوئی اعتبار ہی نہیں ہے امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے لیکن آسمان سے نزول کے وقت وہ مستقل شریعت لے کر نہیں آئیں گے گو وصف نبوت کے ساتھ وہ متصف ہی ہوں گے مگر فیصلے وہ شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ وسلام) کے مطابق ہی کریں گے

اس کو قارئین کرام ایسا سمجھیں جیسا کہ ایک ملک کا صدر اور سربراہ جب کسی دوسرے ملک میں جاتا ہے یا ملک کے کسی ایک صوبے کا گورنر جب ملک کے دوسرے صوبے میں جاتا ہے تو وہ صدر اور گورنر ہی ہوتا ہے مگر دوسرے ملک اور دوسرے صوبہ میں وہ اس ملک اور اس صوبہ کا صدر اور گورنر نہیں ہوتا بلکہ اس کو وہاں کے باشندوں کی طرح وہاں کے آئین اور قانون کی پابندی کرنا پڑتی ہے اور جب تک وہ اپنے عہدہ پر فائز ہیں معزول نہیں ہوتے تو ان سے وصف صدر اور وصف گورنر سلب نہیں ہوتا اسی طرح آپ سمجھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو صرف بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور وہ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وصف نبوت اور رسالت سے متصف ہونے کے باوجود شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ وسلام) کے پابند ہوں گے اور قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطابق فیصلے صادر فرمائیں گے اور جہاں اجتہاد کرنے کی ضرورت پیش آئے گی اجتہاد کریں گے

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ

وللطبرانی من حدیث عبداللّٰہ بن مغفل ینزل عیسٰی بن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) مصدقا بمحمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم علٰی ملتہ (فتح الباری جلد6 ص491 طبع

مصر) • طبرانی کی حدیث میں حضرت عبداللہؓ بن مغفل سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام حضرت محمد ﷺ کی ملت کے مصدق ہو کر نازل ہوں گے

12 رئیس الصوفیاء الشیخ الاکبرؒ محی الدین محمدؒ بن علی الحاتمی الطائی (المتوفی 638ھ) فرماتے ہیں کہ

فانه لا خلاف ان عیسیٰ علیه السلام نبی ورسول وانه لا خلاف انه ینزل فی آخر الزمان حکماً عدلاً بشرعنا لا بشرع آخر ولا بشرعه الذی تعبد الله به بنی اسرآئیل الخ (فتوحات مکیہ الجز الثانی الباب الثالث والسبعون 73 ص 3 طبع مصر)

بلا شک اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور بے شک اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور وہ ہماری شریعت کے مطابق حاکمانہ اور عادلانہ فیصلہ کریں گے نہ یہ کہ کسی اور شریعت کے موافق اور نہ اس شریعت کے مطابق جس پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عبادت کرنے کا پابند بنایا تھا

ان صریح حوالوں سے یہ بات بالکل بے غبار ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول میں حضرت شیخ اکبرؒ کے زمانہ تک کوئی اختلاف نہ تھا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کی ملت کے مصدق ہوں گے اور آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اہل اسلام پر اسی کو نافذ کریں گے

13 علامہ ابن حزمؒ ابو محمد علیؒ بن حزم الظاہری الاندلسی (المتوفی 456ھ) تحریر کرتے ہیں

واما من قال ان الله عزوجل هو فلان لانسان بعینه او ان الله تعالیٰ یحل فی جسم من اجسام الخلق او ان بعد محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبیا غیر

عیسی بن مریم علیهما السلام فانه لا یختلف اثنان فی تکفیره لصحة قیام الحجة بکل هذا علی کل احد (الملل والنحل جلد 3 ص 139 طبع مصر)

بہرحال جس شخص نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ بعینہٖ فلاں آدمی ہے یا جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے یا جس نے یہ کہا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کوئی اور نبی آئے گا تو ایسے قائل کی تکفیر میں دو (مسلمان آدمیوں کا اختلاف بھی نہیں ہے کیوں کہ ان میں سے ہر بات کے حق اور صحیح ہونے اور ہر ایک پر حجت قائم ہو چکی ہے

اس سے عیاں ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اتنی قطعی اور یقینی ہے کہ 456ھ تک دو مسلمان بھی ایسے پیدا نہیں ہوئے جو دیگر مذکورہ امور کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا انکار کرنے والے کی تکفیر میں اختلاف اور شک بھی کرتے ہوں

اور خود علامہ ابن حزمؒ اپنے انداز میں براہین کے ساتھ یہ بات ثابت کرنے کے بعد کہ حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں یہ رقمطراز ہیں

الا ان عیسی بن مریم علیهما السلام سینزل (محلی جلد 1 ص 9 طبع مصر)

ہاں مگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ضرور نازل ہوں گے

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان سے نزول اور آنحضرت ﷺ کے بعد آنے سے نبوت پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی ایک تو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت اور رسالت آنحضرت ﷺ سے پہلے ملی ہے آپ ﷺ کے بعد نہیں ملی اور دوسرے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد اور گنتی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے

بعد بھی تعداد اور گنتی وہی رہتی ہے جو پہلے تھی بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اگر بالفرض حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تمام پیغمبر آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لے آئیں تو پھر بھی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی بخلاف کسی اور کے آنے سے کہ وہ نبی تشریعی ہو یا غیر تشریعی عدد اور گنتی میں اضافہ ہو گا اور ختم نبوت پر یقیناً زد پڑے گی

14 امام شعرانیؒ (الشیخ عبدالوہابؒ بن احمدؒ بن علی الشعرانی المتوفی 973ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ

فقد ثبت نزوله علیه السلام بالکتاب والسنة وزعمت النصاری ان ناسوته صلب ولا هوته رفع والحق انه رفع بجسده إلی السماء والایمان بذالک واجب قال الله تعالٰی بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَیْهِ (الیواقیت والجواہر جلد2 ص146 طبع مصر)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول بے شک قرآن کریم اور سنت سے ثابت ہے نصاریٰ کا یہ (باطل) خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن کو سولی پر لٹکایا گیا اور ان کی روح کو اٹھا لیا گیا مگر اہل اسلام کے ہاں حق بات یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسم (اور روح) کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (نہ تو یہود ان کو قتل کر سکے اور نہ سولی پر لٹکا سکے) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے

امام شعرانیؒ نے بھی یہ واضح کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع إلی السماء اور نزول کتاب و سنت سے ثابت ہے

15 امام سیوطیؒ (ابو الفضل جلال الدین ابوبکر السیوطیؒ المتوفی 911ھ) لکھتے ہیں کہ

اما نفی نزول عیسیٰ علیه السلام او نفی النبوة عنه وکلاهما کفر (الحاوی للفتاوی جلد2 ص166)

بہرکیف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (آسمان سے) نازل ہونے کی نفی یا ان کی نبوت کی نفی دونوں باتیں کفر ہیں

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کا مسئلہ کوئی فرعی مسئلہ نہیں جس میں راجح و مرجوح اعلیٰ و ادنیٰ اور افضل اور غیر افضل کا خیال رکھا جائے بلکہ یہ ایمان و اسلام کے بنیادی عقیدوں میں سے ایک عقیدہ ہے جس کا انکار خالص کفر ہے اس لئے کہ اس کا ثبوت کتاب و سنت و اجماع سے ہے

16 امام البکریؒ (ابوالحسن محمد بن عبدالرحمٰن البکری الصدیقی الشافعیؒ المتوفیٰ 905ھ) اپنی تفسیر الواضح الوجیز میں فرماتے ہیں

والاجماع علی انه حی فی السماء وینزل ویقتل الدجال ویؤید الدین (بحوالہ تفسیر جامع البیان جلد 2 ص 52 الشیخ اور فدین السید معین بن السید صفی الدین المتوفیٰ 889ھ)

کہ اس پر امت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور دین اسلام کی تائید کریں گے

اس عبارت میں بھی اجماع کا صریح الفاظ میں تذکرہ ہے اور کسی کے اختلاف کا نشان تک بھی موجود نہیں ہے

17 علامہ سید محمود آلوسیؒ (المتوفیٰ 1270ھ) ختم نبوت کے مسئلہ پر علمی اور تحقیقی بحث کرتے ہوئے آخر میں تحریر فرماتے ہیں

ولا یقدح فی ذلک ما اجمعت الامة علیه واشتهرت فیه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الکتاب علی قول و وجب الایمان به واکفر منکره کالفلاسفة من نزول عیسیٰ علیه السلام فی آخر الزمان لانه کان نبیا قبل تحلی نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالنبوة فی هذه النشأة (روح المعانی جلد 22 ص 32)

اور اس بات سے ختم نبوت کے عقیدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی جس پر امت کا اجماع ہے۔ اور اس پر مشہور روایات موجود ہیں اور شاید کہ یہ تواتر معنوی کو پہنچی ہوئی ہوں اور ایک تفسیر کے رو سے یہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر جیسے فلاسفہ وغیرہم کافر ہیں اور وہ بات حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا ہے کیوں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس جہان میں وصف نبوت سے آراستہ ہونے سے پہلے نبی تھے

علامہ آلوسیؒ نے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ میں اس تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں قَبْلَ مَوْتِهٖ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹائی گئی ہے اور یہی جمہور کی رائے ہے جیسا کہ اسی پیش نظر کتاب میں اس کی باحوالہ بحث موجود ہے علامہ آلوسیؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نزول کی احادیث کو احادیث مشہورہ سے تعبیر کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ شاید یہ تواتر معنوی کو پہنچی ہوں علامہ موصوفؒ تو لعل فرما رہے ہیں جب کہ جمہور محدثینؒ مفسرینؒ متکلمینؒ فقہاءؒ اور صوفیاءؒ ان احادیث کو صحیحاً متواتر کہتے ہیں وھو الحق اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے منکر کی جیسے فلاسفہ وغیرہم بلا تردد تکفیر کرتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد سے ختم نبوت پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت اور رسالت آنحضرت ﷺ سے پہلے ملی تھی اور وہ صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے جب کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت تمام انسانوں جنوں اور سب جہان والوں کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (پ 9 الاعراف 20) اور نیز ارشاد ہے تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (پ 18 الفرقان 1)

ان نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت تمام انسانوں اور سب عالمین کے لئے ہے چونکہ جنات بھی قرآن کریم (ملاحظہ ہو سورۃ الجن) احادیث متواترہ اور اجماع امت کے رو سے مکلف اور شریعت کے پابند ہیں اس لئے عالمین کے حکم میں وہ بھی داخل اور شامل ہیں حضرت ابو ذر الغفاری (جندبؓ بن جنادۃ و جمیل بن السکن المتوفی 32ھ) کی حدیث میں ہے

قال طلبت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لیلة فوجدتہ قائما یصلی فاطال الصلوٰۃ ثم قال اؤتیت اللیلة خمسا لم یؤتہا نبی قبلی ارسلت الی الاحمر والاسود قال مجاھد الانس والجن الحدیث (مستدرک جلد 2 ص 424 قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح علی شرطہما) فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات (کسی ضرورت کی وجہ سے) آنحضرت ﷺ کو تلاش کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے بہت لمبی نماز پڑھی پھر (بعد از فراغت) فرمایا کہ مجھے آج کی رات ایسی پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ایک یہ کہ میں سرخ اور سیاہ مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں یعنی انسانوں اور جنوں کی طرف

غرض یہ کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت انسانوں اور جنوں اور جملہ مکلف مخلوق کے لئے ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت اور نبوت صرف اور صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا ہے

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ (پ 3 آل عمران)

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف بنی اسرائیل کا رسول بنا کر بھیجا ہے اور انجیل کا بھی یہی درس اور سبق ہے چنانچہ انجیل متی باب 15 آیت 24 میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خود اپنا بیان ہے میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی

ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا" اور یہی تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابیوں شاگردوں اور حواریوں کی دی تھی چنانچہ انجیل متی باب10 آیت 5" 6 میں ہے ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا ان صریح حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد سے مسئلہ ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت تو صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی تھی اور آپ ﷺ سے پہلے ان کو نبوت و رسالت ملی تھی نہ کہ بعد میں اور آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت تمام مکلف مخلوق کے لئے ہے اور آپ ساری دنیا کے نبی رسول اور سردار ہیں انجیل یوحنا باب14 آیت30 میں ہے

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں " یعنی جتنی خوبیاں اوصاف اور کمالات ان کو حاصل ہیں وہ مجھے حاصل نہیں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کے وفادار خلیفہ اور پیروکار اور نائب کی حیثیت سے نازل ہوکر شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کا نفاذ کریں گے امام محقق محمدبن اسعد الصدیقی الدوانی ؒ (المتوفی908ھ) فرماتے ہیں کہ

واما نزول عیسیٰ علیہ السلام ومتابعتہ لشریعتہ فھو مما یؤکد کونہ خاتم النبیین (الدوانی علی العقائد العضدیہ ص97)

بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نازل ہو کر آنحضرت کی شریعت کی پیروی کرنا آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی تاکید کرتا ہے

اور غیر منصوص احکام میں اجتہاد کریں گے جیسا کہ مثلاً حضرت امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ائمہ مجتہدینؒ نے اجتہاد کیا ہے گو ان کے اجتہاد کا تطابق توافق اور توارد

بقول حضرت مجدد الف ثانیؒ احمد سرہندیؒ (المتوفیٰ 1024ھ) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد سے ہوگا

حضرت مجدد الف ثانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

خواجہ محمد پارساؒ در رسالہ فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول ۔ بمذہب امام ابی حنیفہؒ عمل خواہد کرد یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظمؒ بود نہ آنکہ تقلید ایں خواہد کرد شان او علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ازاں بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید الخ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر55 ص14 طبع امرتسر و طبع مطبع نامی نول کشور جلد2 ص107)

حضرت خواجہ محمد پارساؒ نے رسالہ فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد حضرت امام ابو حنیفہؒ کے فقہی مذہب کے مطابق عمل کریں گے یعنی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا نہ یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کریں گے (معاذاللہ تعالیٰ) کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت ہی بلند ہے کہ وہ امت کے علماء میں سے کسی کی تقلید کریں

اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت اور احسان ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا اجتہاد نقل وعقل کے مسلمہ اصول وقواعد کے مطابق عین فطرت سلیمہ کے موافق ہے جو فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا کا مصداق ہے اس لئے کہ جو احکام قرآن وحدیث میں نہ ہوں گے اور ان میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجتہاد کرنے ضرورت پیش آئے گی تو وہ ان میں اجتہاد کریں گے اور ان کا اجتہاد اس اجتہاد کے مطابق ہوگا جو امام ابو حنیفہؒ نے اپنے دور میں کیا تھا جس کو علمی طور پر توارد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام واحسان ہے کہ غیر معصوم (امام ابو حنیفہؒ) کا اجتہاد معصوم (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اجتہاد کے موافق نکلے گا اور ہم جیسے

تہی دست علم وعمل اور تقویٰ کو اسی لیے فقہ حنفی سے تعلق اور محبت ہے کہ اس میں پوشیدہ خوبیاں بے شمار ہیں

نقاب رخ سے ہر جانب شعاعیں پھوٹ نکلی ہیں
ارے او چھپنے والے حسن یوں پنہاں نہیں ہوتا

18 نواب صدیق حسنؒ بن علی قنوجیؒ (المتوفی 1307ھ) لکھتے ہیں کہ

والاحادیث الوارده فی نزول عیسیٰ علیه السلام متواترة (حج الکرامة ص234)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہیں

غیر مقلدین حضرات کے بزرگ کو بھی کھلے لفظوں میں اقرار ہے کہ نزول مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث متواتر ہیں اگر بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور آسمان سے نزول کے متعلق نصوص قطعیہ اور اجماع امت نہ بھی ہوتا تب بھی ان کے نزول کا انکار احادیث متواترہ کے انکار کی وجہ سے کفر ہے

علامہ طاہرؒ بن الصلاح الجزائریؒ فرماتے ہیں کہ

والمتواتر یکفر جاحده (توجیہ النظر ص36 طبع مصر)

متواتر حدیث کا منکر کافر ہوتا ہے

اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ (المتوفی 3 صفر 1352ھ) نے مرزائیوں کے خلاف مشہور مقدمہ فیصلہ بہاولپور ص24 میں اس کی تفصیل اور تصریح کی ہے کہ حدیث متواتر کا انکار کفر ہے

19 علامہ ابو عبداللہ تلمسانیؒ (محمدؒ بن خلیفہ الوشتانی المالکیؒ المتوفی 872ھ) الامام الفقیہ ابوالولید ابن رشد المالکیؒ (محمدؒ بن احمدؒ بن محمدؒ بن احمدؒ بن رشد

القرطبی المالکیؒ المتوفیٰ595ھ) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ۔

ولا بد من نزول عیسیٰ علیہ السلام لتواتر الاحادیث بذلک الخ (شرح الابی علی مسلم جلد1 ص265)

لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہو گا کیونکہ متواتر احادیث سے اس کا ثبوت ہے۔

علامہ ابن رشدؒ بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے بارے احادیث کو متواتر کہتے ہیں اور بتلاتے ہیں۔

20 العلامۃ المحدث محمدؒ بن جعفر الکتانیؒ (المتوفیٰ1345ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ۔

وقد ذکروا ان نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ثابت بالکتاب والسنۃ والاجماع الیٰ قولہ والحاصل ان الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متواترۃ وکذاالواردۃ فی الدجال وفی نزول سیدنا عیسیٰ بن مریم علیھما السلام (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص147)

علماء اہل اسلام نے ذکر کیاہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے پھر فرمایا خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام مہدی منتظر اور خروج دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی احادیث متواترہ ہیں۔

21 غیر مقلدین کے پیشوا قاضی شوکانیؒ (محمدؒ بن علیؒ الشوکانی المتوفیٰ1250) نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر والمسیح اس میں وہ لکھتے ہیں کہ۔

فتقرر ان الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متواترۃ والاحادیث فی الدجال متواترہ والاحادیث الواردۃ فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترۃ (بحوالہ عقیدۃ اہل

الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام ص 11 الشیخ عبداللہ بن الصدیق الغماریؒ
یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام مہدی منتظر کے بارے اور دجال کے خروج کے متعلق اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد کے بارے احادیث متواتر وارد ہیں۔

22 محقق الاحناف علامہ زاہد الکوثریؒ (المتوفیٰ 1372ھ) قرآن کریم کی چند آیات کی مفصل تفسیر کے بعد رقمطراز ہیں۔

فظهر مما سبق ان نصوص القرآن الكريم وحدها تحتم القول برفع عيسىٰ عليه السلام حيا وبنزوله في آخر الزمان حيث لا اعتداد باحتمالات خيالية لم تنشاء من دليل كيف والاحاديث قد تواترت في ذالک واستمرت الامة خلفا عن سلف علیٰ الاخذ بها وتدوين موجبها في كتب الاعتقاد من قديم العصور الیٰ اليوم فماذا بعد الحق الا الضلال (نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرۃ ص 36)

گزشتہ بحث سے یہ مراد واضح ہو گیا کہ تنہا نصوص قرآنیہ ہی حتمی طور پر یہ بتاتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ اٹھا لیا گیا ہے اور یہ کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے ان نصوص کی موجودگی میں خیالی احتمالات کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں جو کسی بھی دلیل پر مبنی نہیں ہیں اور بھلا ان کا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے جب کہ متواتر احادیث سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء اور نزول ثابت ہے اور اسی عقیدہ کو امت خلفاً بعد سلف قدیم زمانوں سے آج تک اپنانے اور اخذ کرنے اور کتب عقائد میں اس کے حکم کو درج کرنے پر قائم اور مستمر ہے سو حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہے؟

علامہ محقق کوثریؒ نے اہل اسلام اور اہل حق کے حتمی عقیدہ کا اثبات قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ اور امت کے اجماع کے حوالے

سے کیا ہے اور باطل پرستوں کی وہی موشگافیوں کا واضح الفاظ میں رد کیا ہے جس کے بعد گمراہی اور ضلالت کے سوا اور کچھ نہیں رہتا نیز دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

واما تواتر احادیث المهدی والدجال والمسیح فلیس بموضع ریبة عند اهل العلم بالحدیث وتشکک بعض المتکلمین فی تواتر بعضها مع اعترافهم بوجوب اعتقاد ان اشراط الساعة کلها حق فمن قلة خبرتهم بالحدیث(ایضا ص49)

اور بہرحال امام مہدی کی آمد دجال کے خروج اور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی احادیث کا تواتر حضرات محدثین کرامؒ کے نزدیک شک وشبہ کے مقام سے بالکل بالاتر ہے باقی بعض متکلمینؒ کا ان میں سے بعض روایات کے تواتر میں شک کرنا باوجود ان کے اس اعتراف کے کہ قیامت کے سب نشانیاں حق ہیں اور ان کا اعتقاد کرنا واجب ہے (جن میں امام مہدی کی آمد دجال کا خروج اور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول وغیرہ بھی ہے) علم حدیث سے بے خبری پر مبنی ہے

یہ ایک خالص علمی اور فنی بحث ہے کہ بعض اشراط الساعۃ کی حدیثیں متواتر ہیں یا مشہور لیکن تلقی بالقبول کی وجہ سے ان پر عقیدہ رکھنا واجب ہے ان بعض متکلمین کے بعض احادیث کے تواتر میں شک سے مسئلہ پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی وہ بہرحال مسلم ہے

الباب الاول

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء ان کی حیات اور پھر نزول من السماء قرآن کریم سے ثابت ہے ہم بنظر اختصار قرآن کریم سے صرف دو ہی دلیلیں عرض کرتے ہیں اور پھر ان کی معتبر اور مستند حضرات مفسرین کرامؒ سے باحوالہ تفسیریں نقل کرتے ہیں غور و فکر کرنا قارئین کا کام ہے

پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ

اور جب عیسیٰ بن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی مثل بیان کی جاتی ہے تو تیری قوم اس سے چلانے لگتی ہے

یعنی جب بھی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آتا ہے تو عرب کے مشرکین خوب شور مچاتے اور قسم قسم کی آوازیں نکالتے ہیں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ پھر تین آیتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ
(پ25 الزخرف6)

اور بے شک وہ نشان ہے قیامت کا سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہنا مانو یہی سیدھی راہ ہے اور ہرگز نہ روکے تم کو شیطان (مثلاً منکر نزول مسیح علیہ السلام) وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ ان کے ساتھ جو تاکید کے لئے آتا ہے اور پھر لام مفتوح تاکید سے یہ بیان فرمایا ہے کہ بے شک البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت اور نشانی ہے اور اس کے بارے ہرگز کوئی

شک نہ کرنا اور میرے کہنے کو ماننا اور یہی نظریہ صراط مستقیم ہے ہر ادنیٰ عربی دان بھی بخوبی اس آیت کریمہ میں ہر ہر جملہ کی تاکید کو سمجھ سکتا ہے کہ کتنی تاکیدات سے اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون اور حکم بیان فرمایا ہے اور پھر فرمایا کہ شیطان کے پھندے میں ہرگز نہ آنا اور حق ماننے سے نہ رکنا شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے لھذا ہر مسلمان کا یہی پختہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کی نشانی ہیں اور ضرور وہ قیامت سے پہلے آئیں گے اور یہی صراط مستقیم ہے جس پر چلنا ہر مسلمان کا اسلامی فریضہ ہے اور اس کی مخالفت شیطانی کارروائی اور گمراہی ہے یہ یاد رہے کہ کہ لَعِلْمٌ میں دو قرائتیں ہیں ایک بفتح لام اور بکسر عین اور یہی اکثر اور جمہور قراء کرامؒ کی قرأت ہے اور علم کا معنیٰ دانستن جاننا اور پہچاننا اور شناخت کرنا ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد سے قیامت کے قرب کا علم شناخت اور پہچان ہوگی کہ اب قیامت بالکل قریب ہے اور جب تک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نزول اور آمد نہ ہوگی اس وقت تک قیامت ہرگز نہیں آئے گی۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین کرامؒ کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت امام فخرالدین الرازیؒ (محمدؒ بن عمرؒ المتوفیٰ 606ھ) اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ ای عیسٰی لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ شرط من اشراطهما تعلم به فسمی الشئ الدال علی الشئ علما لحصول العلم به الخ (تفسیر کبیر جلد 27 ص 222)

اور بے شک وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام البتہ شناخت ہے قیامت کی یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قیامت کا علم ہوگا اس لحاظ سے علامت کو جو کسی شئے کے وجود پر دلالت کرتی ہے علم کہا گیا ہے کیونکہ اس علامت کے ساتھ اس شئے کا علم حاصل ہوتا ہے۔

یعنی علامت کا اطلاق علم پر ہوا یہی وجہ ہے کہ اکثر محققین حضرات لَعِلْمٌ کا معنی بھی نشانی کے کرتے ہیں اور یہ ترجمہ دوسری قرأت کے عین موافق ہے اور دوسری قرأت لَعَلَمٌ ہے اس میں ابتداء میں لام اور اس کے بعد عین اور دوسری لام پر بھی فتحہ ہے جس کا معنی نشانی اور علامت ہے اور یہ قرأت حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابو مالک غفاریؒ حضرت زیدؒ بن علیؓ حضرت قتادہؒ حضرت مجاہدؒ حضرت ضحاکؒ حضرت مالکؒ بن دینارؒ حضرت الاعمشؒ کلبیؒ اور بقول علامہ ابن عطیہؒ حضرت ابو نضرہؒ کی ہے (تفسیر البحر المحیط جلد 8 ص 26 و روح المعانی جلد 25 ص 95) اور دونوں قراتوں کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے نزول اور آمد سے قرب قیامت کا علم ہوگا اور وہ قیامت کی نشانی ہیں۔

(۲) علامہ سید محمود آلوسیؒ (المتوفی 1270ھ) لَعِلْمٌ اور لَعَلَمٌ دونوں قراتوں کا تذکرہ کرکے آخر میں فرماتے ہیں کہ۔

والمشهور نزوله عليه السلام بدمشق وان الناس في صلوة الصبح فيتاخر الامام وهو المهدى فيقدمه عيسى عليه السلام ويصلي خلفه ويقول انما اقيمت لک الخ (روح المعانی جلد 25 ص 96)

اور مشہور یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام دمشق میں نازل ہوں گے جب لوگ صبح کی نماز میں مصروف ہوں گے اور امام مہدی امام ہوں گے وہ پیچھے ہٹ جائیں گے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام امامت کرائیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام حضرت امام مہدی کو آگے کرکے ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور فرمائیں گے کہ نماز آپ کے لئے قائم کی گئی تھی۔

اور نیز علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ۔

وفي بعض الروايات انه عليه السلام ينزل على ثنية يقال لها أفِيْق بفاء وقاف بوزن امير وهي هنا مكان

بالقدس الشریف (روح المعانی جلد 25 ص 96)

اور بعض روایات (مثلاً مسند احمد جلد 4 ص 216 و مستدرک جلد 4 ص 478 و مجمع الزوائد جلد 7 ص 342) میں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام افیق فاء اور قاف کے ساتھ بروزن امیر کے ٹیلہ پر نازل ہوں گے اور یہ قدس شریف میں ایک جگہ ہے (جو سوق حمیدیہ میں جامع اموی کے مشرق کنارہ پر ہے جس پر سفید مینار بنا ہوا ہے جس پر حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت صبح نازل ہوں گے)

(۳) مشہور مفسر الحافظ ابو الفداء اسماعیلؒ بن کثیر القرشیؒ الدمشقی (المتوفی 774ھ) فرماتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ای امارۃ و دلیل علی وقوع الساعۃ قال مجاہد وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ای آیۃ للساعۃ خروج عیسٰی بن مریم علیہ السلام قبل یوم القیمۃ وھکذا روی عن ابی ھریرۃ وابن عباس وابی العالیۃ وابی مالک وعکرمۃ والحسن وقتادۃ والضحاک وغیرھم وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسٰی علیہ السلام قبل یوم القیمۃ اماماً عادلاً وحکماً مقسطاً ھا (تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 132 و ص 133)

اور بے شک وہ (عیسٰی علیہ السلام) قیامت کی علامت ہے یعنی قیامت کی آمد اور اس کے وقوع کی نشانی اور دلیل ہے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت کا دن برپا ہونے سے پہلے آنا قیامت (کے قرب) کی نشانی اور علامت ہے اور اسی طرح اس کی یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو العالیہؒ حضرت ابومالکؒ حضرت عکرمہؒ حضرت حسنؒ (بصری) حضرت قتادہؒ اور حضرت ضحاکؒ (بن مزاحمؒ) وغیرھم سے بھی مروی ہے اور آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت سے

پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور منصف حاکم بن کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔

قرآن کریم کی ان آیات کریمات کے ہر ہر جملہ میں تاکیدی الفاظ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد کا بالکل واضح ثبوت ہے اور پھر حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے ترجمان القرآن اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور معتبر و مستند تابعینؒ کی تفسیر اس پر مستزاد ہے اور احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور نزول اپنی جگہ حق ہے۔

(۳) امام ابن جریر الطبریؒ (محمدؒ بن جریرؒ بن یزیدؒ المتوفی 310ھ) لَعِلْمٌ اور لَعَلَمٌ دونوں قراتوں کا حوالہ دے کر بعض حضرات صحابہ کرامؓ بعض تابعینؒ اور بعض تبع تابعینؒ وغیرھم کی تفسیریں نقل کرتے ہیں اور بحوالہ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ۔

قال نزول عیسی بن مریم علیہما السلام (تفسیر ابن جریر جلد 25 ص 90)

انہوں نے فرمایا کہ اس سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا نزول مراد ہے (کیونکہ وہ قیامت کی نشانی ہیں)

الحاصل قرآن کریم کے اس قطعی بیان اور مضمون سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات و نزول من السماء اور آمد بالکل واضح ہے جیسا کہ حضرات صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ اور مفسرین کرامؒ کی روشن تفاسیر سے یہ بات بیان ہوئی ہے فلاسفہ ملاحدہ اور قادیانی وغیرھم باطل فرقے اہل اسلام کے ایمان کو متزلزل کرنے کے لئے جیسے اور جتنے بھی حربے اختیار کریں اہل حق پر اس کا کچھ اثر نہیں۔

ہزاروں آندھیاں سنگ مزاحم بن کے آتی ہیں
مگر مردان حق آگاہ ٹھکرایا نہیں کرتے

دوسری دلیل

یہود کا یہ باطل دعویٰ تھا اور ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دیا ہے اور سولی پر لٹکا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد یوں فرمایا۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

اور انہوں نے نہ تو اس کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا اور لیکن وہ شبہ میں ڈالے گئے۔

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ (المتوفی 1369ھ) اس مضمون کی خاصی تشریح اور تفسیر کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں ' حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا (فوائد عثمانیہ ص132)

اور اس اشتباہ کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک شخص شمعون کرینی کو جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل سے ملتی جلتی تھی (جیسا کہ حدیث میں حضرت عروہؓ بن مسعود کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم شکل کہا گیا ہے) علاقہ شام وصوبہ یہودیہ کے نیم خود مختار اور ظالم حکمران ہیروڈ کے ایام میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا اور وہ مصلوب ہو گیا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ چنانچہ انگریز مؤرخین کی بین الاقوامی مرتب کردہ کتابوں میں شمعون کرینی کا مصلوب ہونا ہی واضح طور پر مذکور ہے (ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد 3 ص176 اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد 4 ص833) مزید تشریح مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی کتاب قصص اور مسائل میں دیکھیں۔

علامہ ابو حیان اندلسیؒ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

هذا ابطال لما ادعوه من قتله وصلبه وهو حي في السماء الثانية على ما صح عن الرسول صلى الله

تعالیٰ علیہ وسلم فی حدیث المعراج ھ(البحرالمحیط جلد 3 ص391)

اس ارشاد میں یہود کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کرنے اور ان کو سولی پر لٹکانے کے دعویٰ کا ابطال ہے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے آسمان پر زندہ ہیں جیسا کہ معراج کی صحیح حدیث میں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (پ6 النساء ع22)

اور اس کو انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے اور اہل کتاب سے کوئی ایسا نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔

اس کی تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ موجود ہیں آسمان پر جب دجال پیدا (اور خارج ہو گا) تب اس جہان میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے اور یہود ونصاریٰ (وغیرھم کفار) ان پر ایمان لائیں گے کہ بے شک عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں' مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلا (فوائد عثمانیہ ص133)

(ا) حافظ ابن کثیر بطریق ابی رجاء یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ۔

عن الحسن وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسیٰ علیہ السلام واللہ انہ لحی

الآن عنداللہ تعالٰی ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون الخ
(تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 576)

حضرت حسنؒ (بصری) نے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ (الآیۃ) کی تفسیر یہ کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں رہے گا جو حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لائے بخدا حضرت عیسٰی علیہ السلام اب اللہ تعالٰی کے پاس زندہ ہیں اور جب نازل ہوں گے تو سبھی ان پر ایمان لائیں گے۔

اور دوسرے طریق سے تفسیریوں نقل کی ہے کہ۔

ان رجلا قال للحسن یا ابا سعید قول اللہ عزوجل وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی علیہ السلام ان اللہ تعالٰی رفع الیہ عیسٰی علیہ السلام وھو باعثہ قبل یوم القیٰمۃ مقاما یؤمن بہ البر والفاجر وکذا قال قتادۃؒ وعبدالرحمٰنؒ بن زیدؒ بن اسلمؒ وغیر واحد وھٰذا القول ھو الحق کما سنبینہ بعد بالدلیل القاطع ان شاء اللہ تعالٰی الخ (تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 576)

ایک شخص نے حضرت حسنؒ (بصری) سے یہ دریافت کیا کہ اے ابو سعید (یہ ان کی کنیت تھی) اللہ تعالٰی کے اس کا ارشاد کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ رہے گا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا کیا معنٰی ہے؟ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالٰی حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی جگہ بھیجے گا کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے تمام نیک و بد ان پر ایمان لائیں گے اور یہی تفسیر حضرت قتادہؒ عبدالرحمٰنؒ بن زید بن اسلمؒ اور بے شمار مفسرین کرامؒ نے کی ہے اور یہی تفسیر حق ہے ہم آگے دلیل قاطع سے اسے بیان کریں گے انشاء اللہ العزیز۔

اس کے بعد حافظ ابن کثیرؒ نے نصوص قرآنیہ' احادیث متواترہ' اور

اجماع امت کے حوالہ سے اسے مبرہن کیا ہے۔ قرآن کریم کے اس روشن بیان سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور ان کی وفات سے قبل یہود و نصاریٰ وغیرہم کفار کا ان پر ایمان لانا ثابت ہے لَا رَیْبَ فِیْہِ اور ان کی آمد و نزول سے پہلے دنیا کفر ظلم و جور اور قتل و غارت اور بے حیائی سے بھری ہوئی ہو گی مگر۔

نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی کہ ہے جس نے شب پیدا

کتب تفاسیر میں اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ کی دو تفسیریں نقل کی گئی ہیں ایک یہ کہ بِہٖ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے اور قَبْلَ مَوْتِہٖ میں ضمیر کتابی یعنی یہود و نصاریٰ کے ہر ہر فرد کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر یہودی اور نصرانی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے گا وہ یوں کہ نزع اور جان کنی کے وقت انھیں اپنے باطل عقیدہ پر بخوبی اطلاع ہو جائے گی اور وہ مجبور ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں گے اگرچہ کتب تفسیر میں یہ تفسیر بھی موجود و مذکور ہے مگر دلائل اور سیاق و سباق سے اس کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ اولاً اس لئے کہ نزع کی حالت کا ایمان' ایمان نہیں اور نہ عنداللہ تعالیٰ اس کی قبولیت ہے حالانکہ آیت کریمہ میں لام تاکید اول میں اور نون تاکید ثقیلہ آخر میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور بضرور ایمان لائیں گے اور اس ایمان سے ایسا ایمان مراد ہے جو عنداللہ ایمان ہو اور مقبول بھی ہو اور مرتے وقت یہودی اور نصرانی کا ایمان ایمان ہی نہیں تو وہ اس لَیُؤْمِنَنَّ کا مصداق کیسے ہو سکتا ہے؟ وثانیاً اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ یعنی ہر مکلف سے وہ ایمان مطلوب ہے جو اس کی مرضی اور مشیت سے ہو اور نزع کے وقت جب فرشتے سامنے ہوں تو ایسے وقت کا ایمان مجبوری کا ایمان ہو گا جس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے وثالثاً اس لئے کہ

قرآن کریم سے زیادہ فصاحت اور بلاغت والی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے اگر موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہو تو آگے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا میں یکون میں ھو ضمیر یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے تو انتشار ضمائر لازم آئے گا کہ ایک ضمیر تو کتابی کی طرف راجع ہو اور دوسری حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو فصاحت اور بلاغت کے خلاف ہے، اس لئے کی بات راجح اور اور متعین ہے کہ قَبْلَ مَوْتِهٖ میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود و نصاریٰ کو جب اپنی غلطی کا اقرار و احساس ہو گا تو اپنے نزع سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں گے اور وہ ایمان ایمان ہو گا اور مقبول ہو گا۔

علامہ اندلسیؒ فرماتے ہیں۔

والظاهر ان الضميرين في بِهٖ وَمَوْتِهٖ عائدان على عيسٰى عليه السلام وهو سياق الكلام والمعنى اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الذين يكونون في زمان نزوله روى انه ينزل من السماء في آخر الزمان فلا يبقى احد من اهل الكتاب الا ليؤمنن به حتى تكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام قاله ابن عباسؓ والحسنؒ وابو مالك
(البحر المحیط جلد 3 ص392)

اور ظاہر یہی ہے کہ بِهٖ اور مَوْتِهٖ میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہیں اور سیاق کلام بھی اسی کو چاہتا ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ جو اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے وقت ہوں گے، ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے اور احادیث میں مروی ہے کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ان پر ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا حتیٰ کہ اس وقت ایک ہی

ملت باقی رہے گی اور وہ صرف ملت اسلام ہی ہو گی یہی بات حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ حضرت حسنؒ (بصری) اور ابو مالکؒ نے بیان کی ہے۔

علامہ موصوف کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ آیت کریمہ کا ظاہر اور سیاق و سباق اسی کو چاہتا ہے کہ جس طرح قبل موتہ کی ضمیر بھی حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ اور قاضی بیضاویؒ (عبداللہ بن عمر بیضاویؒ المتوفی 648ھ) نے بھی یہ تفسیر نقل کی ہے۔

وقیل الضمیر ان لعیسٰی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام والمعنٰی انہ اذا نزل من السماء آمن بہ اھل الملل کلھا روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ینزل من السماء الخ (تفسیر بیضاوی جلد 1 ص 255)

اور یہ کہا گیا ہے (اور یہی صحیح اور راجح ہے) کہ دونوں ضمیریں حضرت عیسٰی ان پر افضل صلوٰۃ وسلام ہوں' کی طرف راجع ہیں اور معنٰی یہ ہے کہ جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو تمام ملتوں والے ان پر ایمان لائیں گے اور احادیث میں مروی ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

قاضی بیضاویؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس تفسیر کی جس میں دونوں ضمیریں حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہیں' وہ احادیث بھی تائید کرتی ہیں (جو متواتر ہیں) جن میں آسمان سے نازل ہونے اور تمام اہل ملل کے ان پر ایمان لانے کا واضح ذکر ہے۔ اور حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ۔

والقول الصحیح الذی علیہ الجمہور قبل موت المسیح الخ (الجواب الصحیح جلد 1 ص 341، جلد 2 ص 113)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صحیح قول (اور تفسیر) وہی ہے جس پر جمہور اہل اسلام ہیں کہ موتہ میں ضمیر حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔

پہلی آیت کریمہ اور اس میں نقل کردہ تفاسیر کی طرح اس دوسری آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں نقل کردہ ٹھوس اور مضبوط حوالوں سے یہ بات

بالکل عیاں ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا رفع الیٰ السماء ان کی حیات اور قیامت سے پہلے ان کا زمین پر نازل ہونا نصوص قطعیہ قرآنی آیات سے ثابت ہے جس کا انکار کافر ملحد اور زندیق کے سوا کوئی نہیں کر سکتا باطل پرستوں پر براہین قاطعہ اور ادلہ ساطعہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا وہ اپنی انا اور ضد پر قائم رہتے ہیں بھلا شیطان کی ہدایت کس کے بس میں ہے بحر

بدلنا ہے تو مے بدلو طریق مے کشی بدلو
وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہو گا

الباب الثانی

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء ان کی حیات اور نزول الی الارض کے سلسلہ میں اس کتاب کے مقدمہ میں کتب عقائد کتب تفسیر اور کتب فقہ وغیرہ سے مضبوط اور صریح حوالے قارئین کرام پڑھ چکے ہیں اور الباب الاول میں قرآن کریم کی دو آیات کریمات اور ان کی تفسیر بھی ملاحظہ کر چکے ہیں اب اس باب میں چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے اور آپ حضرات زیر نظر کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء حیات اور نزول الی الارض کی احادیث متواتر ہیں سب کا استیعاب و احصاء مطلوب نہیں صرف بعض احادیث کا باحوالہ ذکر کرنا مقصود ہے۔

پہلی حدیث

حضرت ابو ہریرۃؓ (عبدالرحمٰن بن صخر المتوفی 58ھ) روایت کرتے ہیں کہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتٰی لا یقبلہ احد وحتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ واقرؤا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا (بخاری جلد 1 ص 490 واللفظ لہ وابن ماجہ ص 308 ومسند احمد جلد 2 ص 406 ومسلم جلد 1 ص 87)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے البتہ ضرور بضرور تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ

والسلام نازل ہوں گے حاکم اور عادل ہوں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی کو موقوف کریں گے اور مال بکثرت تقسیم کریں گے یہاں تک کہ مال قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور اس وقت ایک سجدہ دنیا وما فیھا سے زیادہ بہتر ہو گا حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو تو اس کی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے یہ پڑھو اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر ضرور بضرور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لائے گا اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر گواہ ہوں گے

آنحضرت ﷺ اگر بغیر قسم اٹھائے بھی فرما دیتے تو اس میں کوئی شک وشبہ نہ ہوتا مگر اس حدیث میں آپ ﷺ نے قادر مطلق ذات کی قسم اٹھا کر اور پھر لیوشکن کے جملہ میں لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ سے اس کو نہایت ہی مؤکد کر کے فرمایا ہے کہ لامحالہ اور ضرور تم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اتنی اور ایسی تاکیدات کے حلفی بیان میں کون عقلمند نبی معصوم ﷺ کے ارشاد میں شک کر سکتا ہے؟ صرف وہی کرے گا جو ایمان اور عقل وبصیرت سے کلیۃً محروم ہو گا۔

عقل ان سے ہوا رخصت عقیدوں میں خلل آیا
کوئی پوچھے کہ ان کے ہاتھ کیا نعم البدل آیا

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو فتح الباری جلد6 ص491 ص492) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہو کر حقیقتاً صلیب توڑیں گے اور نصاریٰ پر یہ واضح کریں گے کہ تم صلیب کی تعظیم کرتے رہے اور میں اس کو توڑ کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ تعظیم کے قابل نہیں بلکہ نیست ونابود کرنے کے لائق ہے اور اسی طرح نازل ہونے کے بعد خنزیر کو قتل کر کے عیسائیوں پر یہ ظاہر کریں گے کہ تم اس کو حلال سمجھتے رہے اور اس سے محبت کرتے رہے اور میں اس کے وجود

کو ہی ختم کر رہا ہوں اور جب کافر ہی نہ رہے تو قتل اور جہاد کس سے کیاجائے گا؟ اور جب اہل کتاب اور دیگر ذمی کفار ہی نہ رہے تو جزیہ کس سے وصول کیا جائے گا؟ اس لئے ان کی آمد کے بعد لڑائی اور جزیہ موقوف ہو جائے گا اور ظلم وجور مٹ جائے گا اور عدل وانصاف کے نفاذ اور زمین کی برکات کی وجہ سے کوئی غریب اور محتاج نظر ہی نہ آئے گا تاکہ اس کو مال دیا جائے اور وہ مال قبول کرے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول بڑی برکت ہو گی گویا وہ یوں گویا ہوں گے

نے جو اس کو اے تحیر جو اس کو برتے لئے تردد
ہماری نیکی اور ان کو برکت عمل ہمارا شجات ان کی

دوسری حدیث

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ (المتوفیٰ74ھ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا

یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیٰمة قال فینزل عیسی بن مریم علیهما السلام فیقول امیرهم تعال فصل فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الامة (مسلم جلد1 ص87 ومسند احمد جلد3 ص345)

آپ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہ کر مخالفوں سے قیامت تک لڑتا رہے گا اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اور اس طائفہ کا امیر (جو امام مہدی علیہ السلام ہوں گے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا آیئے نماز پڑھایئے تو وہ فرمائیں گے کہ نہیں اس امت کی فضیلت کی وجہ سے تم ہی میں سے بعض بعض پر امام وامیر ہوں گے

اس صحیح حدیث سے بھی قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا نزول بالکل واضح ہے۔

تیسری حدیث

حضرت نواسؓ بن سمعان الکلابیؓ (المتوفی ھ) کی طویل حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔

فبینما هو کذالک اذبعث الله المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهرودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین الحدیث (مسلم جلد 2 ص 401 و ترمذی جلد 2 ص 47 وفیه اذهبط بدل اذ بعث و ابن ماجہ ص 306 و مستدرک جلد 4 ص 493 و قال الحاکمؒ والذھبیؒ علی شرطھما)

اسی حالت میں (کہ ایک نوجوان دجال سے برسرپیکار ہوگا) یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیھما الصلوٰۃ والسلام کو (آسمان سے) بھیجے گا اور وہ دو زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس اور دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق میں سفید مینار پر نازل ہوں گے

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ سفید مینار آج بھی دمشق میں مشرقی سمت میں موجود ہے (شرح مسلم جلد 2 ص 401) اور اس راقم السطور نے اپنی گنہگار آنکھوں سے وہ مینار دیکھا ہے

چوتھی حدیث

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ (المتوفی 63ھ) روایت کرتے ہیں کہ۔

قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری یوما او اربعین شهرا او اربعین عاما فیبعث الله تعالی عیسیٰ بن مریم علیهما السلام کانه عروة بن مسعود فیطلبه فیهلکه الحدیث (مسلم جلد 2 ص 403 و مسند احمد جلد 2 ص 166 و مستدرک جلد 4 ص 543 و کنز العمال جلد 7 ص 258)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس تک

رہے گا راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن ہوں گے یا مہینے یا سال اسی دور میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا ان کا حلیہ جیسا کہ حضرت عروۃ بن مسعود کا ہو گا اور وہ دجال لعین کو طلب کریں گے اور اس کو ہلاک کریں گے

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال چالیس دن تک زمین میں رہے گا پہلا دن سال جتنا لمبا اور دوسرا مہینے جتنا اور تیسرا ایک ہفتے جتنا لمبا ہو گا حضرات صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ شاآ سال اور مہینہ اور ہفتہ جیسے لمبے دن میں صرف ایک ہی دن کی نمازیں پڑھنا ہوں گی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ ان دنوں میں سال اور ماہ اور ہفتہ کی نمازیں اوقات کا اندازہ لگا کر پڑھنا ہوں گی (مسلم جلد2 ص401) امام نوویؒ بعض محدثین کرامؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس وقت شریعت کا یہی حکم ہو گا اور قیاس و اجتہاد کا اس میں کوئی دخل نہیں (محصلہ نووی شرح مسلم جلد2 ص401) اوقات صلوات اگرچہ نمازوں کے لئے اسباب ہیں مگر ظاہری اسباب ہیں حقیقی سبب صرف اللہ تعالیٰ حکم اور امر ہے

پانچویں حدیث

حضرت مجمعؓ بن جاریۃ الانصاری (المتوفی فی خلافت معاویہؓ تقریباً60ھ) فرماتے ہیں کہ

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم یقول یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (ترمذی جلد2 ص48 ومسند احمد جلد3 ص420)

میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام دجال کو لد کے دروازہ پر قتل کریں گے

بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام لد ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہونے کے بعد اس بستی کے دروازہ پر دجال کو قتل

کریں گے جس کا منظر اس وقت کے موجود لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ مسیح ہدایت کے ہاتھوں مسیح ضلالت کانا دجال جعلی خدا اور مصنوعی نبی قتل ہوگا

چھٹی حدیث

حضرت ابو امامہ الباہلیؓ (صدیؓ بن عجلان المتوفی86ھ) کی طویل حدیث میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کے خروج اور قرب قیامت کی علامات بیان فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ

فبینما امامھم قد تقدم یصلی بھم الصبح اذ نزل علیھم عیسیٰ بن مریم الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی القھقریٰ لیقدم عیسیٰ علیہ السلام یصلی فیضع عیسیٰ علیہ السلام یدہ بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانھا لک اقیمت فیصلی معھم امامھم الحدیث(ابن ماجہ ص308 والنشاء قوی التصریح بما تواتر فی نزول المسیح علیہ السلام ص156 اور حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو استدلال کے طور پر پیش کیا ہے فتح الباری جلد6 ص493)

لوگ اس حالت میں ہوں گے کہ ان کا امام صبح کی نماز کے لئے آگے کھڑا ہوگا اور صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے وہ امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹنا شروع کرے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کرے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امام کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھیں گے اور پھر فرمائیں گے تو ہی آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھا کیونکہ یہ نماز تیرے لئے قائم کی گئی ہے تو وہ امام ان کو نماز پڑھائیں گے

حافظ ابن حجرؒ نقل کرتے ہیں کہ

تواترت الاخبار بان المھدی من ھٰذہ الامۃ وان عیسیٰ علیہ السلام یصلی خلفہ الخ(فتح الباری جلد6 ص394)

متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اسی امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے

ساتویں حدیث

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص (المتوفی 51ھ) سے مرفوع روایت ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں

وینزل عیسٰی بن مریم علیہما السلام عند صلوٰۃ الفجر فیقول امیرھم یا روح اللہ تقدم صل فیقول ھٰذہ الامۃ امراء بعضھم علی بعض فیقدم امیرھم فیصلی الحدیث (مسند احمد جلد 4 ص 216 مستدرک جلد 4 ص 478 ومجمع الزوائد جلد 7 ص 342)

اور حضرت عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز کے وقت نازل ہوں گے مسلمانوں کے امیر (جو حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے) ان سے فرمائیں گے کہ اے روح اللہ آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے وہ ارشاد فرمائیں گے کہ اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کے لوگ بعض بعض پر امراء ہیں تو ان کے امیر آگے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔ یہ حدیث بھی امام حاکمؒ اور علامہ ہیثمیؒ وغیرہ محدثینؒ کی تصریح کے مطابق صحیح ہے اور اس سے بھی حضرت عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا واضح الفاظ میں نزول اور وقت نزول مذکور ہے کہ فجر کا وقت ہوگا

آٹھویں حدیث

حضرت سمرہؓ بن جندب (المتوفی 59ھ) کی طویل اور مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دجال لعین کے خروج کے وقت خراب حالات اور مسلمانوں کی پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

فیتزلزلون زلزالاً شدیدًا فیصبح فیھم عیسٰی بن مریم علیہما السلام فیھزمہ اللہ تعالٰی وجنودہ

الحدیث(مستدرک جلد4 ص331 قال الحاکمؒ والذہبیؒ علی شرطہما ومسند احمد جلد5 ص13)

اس وقت لوگوں کے اندر شدید قسم کے زلزلہ کی سی کیفیت ہوگی اور صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے سو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا

حضرت عائشہؓ کی مرفوع روایت میں ہے کہ دجال کے خروج کے وقت بہترین مال اور ذخیرہ وہ قوی جوان ہوگا جو لائق خادم کو پانی مہیا کر کے پلائے۔

واما الطعام فلیس قالوا فما طعام المؤمنین یومئذ قال التسبیح والتکبیر والتھلیل الحدیث رواہ احمدؒ وابو یعلیؒ ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد جلد 7 ص335)

خوراک تو بہرحال نہیں ہوگی صحابہؓ نے کہا کہ اس وقت مومنوں کی خوراک کیا ہوگی؟ فرمایا کہ سبحان اللہ اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ (یہی تسبیحات ان کی خوراک ہوگی)

نویں حدیث

آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ (المتوفی54ھ) فرماتے ہیں

عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عصابتان من امتی حررھما(وفی نسخہ احرزھما) اللہ تعالٰی من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسٰی بن مریم علیھما السلام(نسائی جلد2 ص52 ومسند احمد جلد5 ص278 ومجمع الزوائد جلد5 ص282 رواہ الطبرانی فی الاوسط وسقط تابعیہ والظاھر انہ راشدؒ بن سعدؒ وبقیۃ رجالہ ثقات قلت (صفدر) راشدؒ بن سعدؒ قال ابن معینؒ وابوحاتمؒ والعجلیؒ ویعقوبؒ بن شیبۃؒ والنسائیؒ وابن سعدؒ ثقۃ

وقال احمدؒ لا بأس به وذکره ابن حبانؒ فی الثقات
(تہذیب التہذیب جلد 3 ص 226 ملخصا)

کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوزخ کی آگ سے آزاد رکھ کر محفوظ کر دیا ہے ایک وہ جو انڈیا کے مقابلے میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جہاد میں شرکت کرے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ انڈیا کے مظالم سے تنگ آکر اہل اسلام انڈیا سے جہاد کریں گے اور بظاہر اس کا آغاز ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے وسیع رقبہ میں پاکستان بننے کے وقت اور اس کے بعد سے اب تک بے پناہ مصائب مسلمانوں پر ہندو ظالموں نے ڈھائے ہیں اور بے شمار کو شہید کیا ہے اور ان گنت املاک ضائع کی ہیں اور اس وقت جو ظلم اہل کشمیر پر ہو رہا ہے وہ کس باشعور سے مخفی ہے؟ اگرچہ رضاکارانہ طور پر بعض تنظیمیں جہاد کشمیر میں مصروف ہیں مگر مسلمانوں کی ترپن (53) سے زائد بے غیرت حکومتیں خاموشی میں ہی مصلحت سمجھتی ہیں تاکہ ان کا آقا (امریکہ اور اس کے پٹھو) ان سے ناراض نہ ہو جائیں مگر ایک وقت ضرور آئے گا کہ غیرت مند مسلمان انڈیا سے ٹکرا کر فاتح ہوں گے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر الهند یغزو الهند بکم جیش یفتح اللہ علیهم حتی یأتوا بملوکهم مغللین بالسلاسل یغفر اللہ ذنوبهم فینصرفون حین ینصرفون فیجدون ابن مریم بالشام اخرجه نعیم بن حماد فی کتاب الفتن (کنز العمال جلد 7 ص 267)

آنحضرت ﷺ نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا لشکر انڈیا کے خلاف جہاد کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس لشکر کو انڈیا پر فتح دے گا الحمد للہ تعالیٰ کارگل اور ملحقہ علاقوں میں پاکستان کی فوج اور مجاہدین کو فتح ہوئی مگر

امریکہ کے پٹھو نواز شریف نے وہ شکست میں بدل دی اور ایک وقت آئے گا کہ وہ انڈیا کے حکمرانوں کو ہتھکڑیوں اور زنجیروں میں طوق ڈال کر اور جکڑ کر لائے گا اور اللہ تعالیٰ اس لشکر کے سارے گناہ معاف فرما دے گا جس وقت وہ لشکر کامیابی کے ساتھ واپس لوٹے گا تو اس وقت وہ لشکر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ملک شام میں دیکھے گا

اور حضرت ابو ہریرۃؓ ہی کی ایک حدیث یوں ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال عصابۃ من امتی علی الحق ظاھرین علی الناس لا یبالون من خالفھم حتی ینزل عیسی بن مریم (تاریخ ابن عساکر جلد 1 ص 245، کنز العمال جلد 7 ص 268)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم اور لوگوں پر غالب رہے گا اور مخالفت کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے۔

یہ وہی گروہ ہو گا جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور نزول تک علم و عمل اور جہاد کے ذریعہ حق پر ڈٹا رہے گا اور یہی گروہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ دے گا اور اسی گروہ کے افراد بفضلہ تعالیٰ ہر ہر مقام پر کفار سے جہاد کریں گے اور اسی گروہ کے افراد انڈیا سے ٹکرلیں گے

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ

قال وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ الھند فان ادرکتھا انفق فیھا نفسی ومالی وان قتلت کنت افضل الشھداء وان رجعت فانا ابو ھریرۃ المحرر (نسائی جلد 2 ص 52)

آنحضرت ﷺ نے ہم سے انڈیا کے خلاف جہاد کرنے کا وعدہ کیا ہے اگر میں نے وہ موقع پایا تو میں اپنی جان و مال اس میں خرچ کروں گا اگر میں شہید ہو گیا تو (اس وقت کے) افضل شہداء میں سے ہوں گا اور اگر فاتح ہو کر لوٹا تو

میں دوزخ کے عذاب سے رہا کیا ہوا ابوہریرہؓ ہوں گا۔

بفضلہ تعالیٰ اس جہاد کا آغاز ہو چکا ہے اور بظاہر اس میں شدت اس وقت آئے گی جب انڈیا کی فوجیں مسلمانوں کے حملوں اور جھڑپوں سے تنگ آکر سندھ کے علاقہ پر حملہ کریں گی تاکہ کراچی سے لاہور اور پشاور کا رابطہ کٹ جائے اور سندھ کے علاقہ میں انڈیا کی ایجنسیاں اور ایجنٹ وافر مقدار میں موجود ہیں۔

امام قرطبیؒ (الشیخ ابو عبداللہ محمدؒ بن احمد الانصاری القرطبیؒ المعتوفی 671ھ) نے تذکرۃ میں حضرت حذیفہؓ بن الیمانؓ (المتوفی 35ھ) صاحب سرالنبی ﷺ سے طویل حدیث نقل کی ہے جو یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال یبدأ الخراب فی أطراف الارض الی قولہ وخراب السند بالہند وخراب الہند بالصین الحدیث (تذکرۃ القرطبیؒ ص 797، ومختصر التذکرۃ لعبدالوہاب الشعرانیؒ ص 158 طبع مصر)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے اطراف میں خرابی اور بربادی نمودار ہو گی پھر آگے فرمایا سندھ ہندوستان کے ہاتھ سے برباد ہو گا اور ہندوستان کی خرابی اور بربادی چین کے ہاتھوں سے ہو گی

اور اسی جہاد ہند کے سلسلہ میں انشاء اللہ العزیز بلاآخر انڈیا کے حکمران جرنیل اور کمانڈر شکست فاش کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوں گے ادھر یہ کارروائی ہو رہی ہو گی اور ادھر شام کے علاقہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے اور وہاں بغیر اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہ رہے گا اور کفار اور بے دینوں کی تمام شرارتیں اور تخریب کاریاں کافور ہو جائیں گی اور تمام مظالم ختم ہو جائیں گے۔

ظلمت شب ہی نہیں صبح کی تنویر بھی ہے
زندگی خواب بھی ہے خواب کی تعبیر بھی ہے

انڈیا کے سندھ پر حملہ کرنے کی ظاہری وجوہ

اگرچہ انڈیا کشمیر سرحد اور پنجاب وغیرہ علاقوں پر بھی بھرپور حملہ کرے گا مگر اس کا اصل زور سندھ پر صرف ہو گا۔

(۱) ایک تو اس لئے کہ اس کی کوشش ہو گی کہ پاکستان کو بحری راستہ سے بیرونی امداد نہ مل سکے اور کراچی کا راستہ بند ہو جائے۔ (۲) دوسرے اس لئے کہ سندھ میں ہندو اور انڈیا کے ہمنوا مسلمان کہلانے والے ایجنٹ بھی وافر مقدار میں موجود ہیں اور ان کا تعاون مفت میں انڈیا کو حاصل ہے اور ہو گا اور (۳) تیسرے اس لئے کہ سندھ کے علاقہ میں بلند پہاڑ بھی موجود نہیں ہیں بخلاف کشمیر اور سرحد وغیرہ کے کہ بڑے بڑے پہاڑ موجود ہیں اور قدرتی طور پر دفاع کا کام دیتے ہیں اور (۴) چوتھے اس لئے کہ سندھ میں برف نہیں پڑتی اور سردیوں کے موسم میں سردی بھی زیادہ نہیں ہوتی بخلاف سرحد وغیرہ کے پہاڑی علاقوں کے کہ وہاں برف بھی پڑتی ہے اور سردیوں میں سردی بھی زیادہ ہوتی ہے اور ایسے موسم میں لڑائی خاصی دشوار ہوتی ہے اور (۵) پانچویں اس لئے کہ دینی غیرت اور حمیت جتنی سرحد وغیرہ کے علاقہ میں ہے وہ نسبتاً سندھ میں اتنی نہیں وہاں آزاد خیالی اور دینی جہالت زیادہ ہے اور (۶) چھٹے اس لئے کہ کراچی اور سندھ کا علاقہ مالی لحاظ سے بہت مالدار ہے اور امیر آدمی جتنا موت سے ڈرتا ہے غریب آدمی اتنا نہیں ڈرتا اور جس طرح غریب جم کر لڑتا ہے امیر میں وہ جرأت و اخلاص نہیں ہوتا اور (۷) ساتویں اس لئے کہ سرحد کے علاقہ کو تاریخی طور پر شجاعت اور بہادری کا تمغہ حاصل ہے اس لئے ان لوگوں سے ٹکر لگانا قدرے مشکل کام ہے اور (۸) آٹھویں یہ کہ افغانستان بھی سرحد کے قریب ہے جس کے لوگ جنگ و قتال و جہاد میں مصروف ہیں انڈیا ان کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا اور نہ اس طرف وہ ڈٹ کر لڑے گا اور نہ لڑ سکتا ہے۔

مشہور مورخ امیر شکیب ارسلانؒ (المتوفی 1366ھ) لکھتے ہیں :

لكن المراد هو ذكر العلاقة الشديدة التي بين اسلام

الهند وبلاد الافغان التي منها انحدر الفاتحون المسلمون سواء کانوا من العرب او من العجم او من الترک او من الافغان و اثبات ان تلک الجبال کانت لم تزل على ما يعلوها من الثلوج مستوقد حماسة ومثار حمية و موطن فتوة ومعدن فروسة الخ(الحاضر العالم الاسلامی جلد2 ص198 طبع مصر)

اور لیکن مقصد اس شدید اور گہرے تعلق سے ہے جو مسلمانان ہند اور بلاد افغانستان میں ہے اور انہیں علاقوں سے مسلمان فاتح اتر کر آئے ہیں عام اس سے کہ وہ عربی ہوں یا عجمی یا ترکی یا افغانی اور بلوجود اس ثبوت کے کہ یہ پہاڑ پہلے بھی اور اب بھی برف سے ڈھانپے رہتے ہیں مگر پھر بھی یہ بہادری کے مینار اور غیرت کے میدان اور جواں مردی کے مقامات اور شہسواری کے معدن ہیں (ان کو سر کرنا آسان کام نہیں ہے)

ان تمام دشواریوں اور مجبوریوں کو پیش نظر رکھ کر انڈیا سارا زور سندھ پر صرف کرے گا گو دوسرے علاقے بھی اس کی زد میں ہوں گے۔

دسویں حدیث

حضرت عبداللہؓ بن مسعود(المتوفی 32ھ) سے روایت ہے کہ

لما کان اسری برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقی ابراھیم و موسٰی و عیسٰی فتذاکروا الساعة فبدؤا بابراھیم فسئلوه عنها فلم يكن عنده منها علم ثم سألوا موسٰی فلم يكن عنده منها علم فرد الحديث الى عيسٰی بن مریم فقال قد عهد الیَّ فيما دون وجبتها فاما وجبتها فلا یعلمها الا اللہ فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقتله الحديث(ابن ماجہ ص309 واللفظ لہ و مستدرک جلد4 ص488

قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح و مسند احمد جلد1 ص375)

جب آنحضرت ﷺ کو اسراء اور معراج پر لے جایا گیا تو آپ کی ملاقات حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی اور ان کی آپس میں گفتگو (قیام) قیامت کے بارے شروع ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا تو ان کے پاس وقتِ قیامت کا علم نہ تھا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا گیا تو ان کے پاس بھی علم نہ تھا پھر بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی گئی انہوں نے فرمایا کہ اس کے قیام کی گھڑی بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں نازل ہو کر دجال کو قتل کروں گا۔

اس صحیح اور صریح روایت سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا ثابت ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ یہ حدیث نقل کر کے آخر میں فرماتے ہیں کہ۔

فھؤلاء اکبر اولی العزم من المرسلین لیس عندھم علم بوقت الساعۃ علی التعیین وانما ردوا الی عیسیٰ علیہ السلام فتکلم علی اشراطھما لانہ ینزل فی آخر ھذہ الامہ منفذا لاحکام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یقتل الدجال ویجعل اللہ ھلاک یاجوج وماجوج ببرکۃ دعائہ فاخبربما اعلمہ اللہ تعالیٰ بہ

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 ص 273)

سو یہ اکابر اولوالعزم پیغمبر ہیں مگر ان کو بھی علی التعیین قیامت کے وقت کا علم نہیں انہوں نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اس لئے لوٹائی کہ وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں کیونکہ وہ اس امت کے آخر میں نازل ہو کر آنحضرت ﷺ کی شریعت کے احکام نافذ کریں گے اور ان کی دعاء کی برکت سے یاجوج اور ماجوج ہلاک ہوں گے سو جتنا علم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اس کی انہوں نے خبر دے دی

یہ دس حدیثیں بطور نمونہ اور مثال کے باحوالہ عرض کر دی گئی ہیں

ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی بے شمار متواتر اور مرفوع احادیث موجود ہیں اور آثار حضرات صحابہ کرامؓ اور موقوفات تابعینؒ اور تبع تابعینؒ اور اقوال حضرات سلفؒ و خلفؒ اور اجماع امت اس پر مستزاد ہے۔ مگر جن لوگوں کے دلوں پر کفر و الحاد کے تالے لگے ہوئے ہیں ان پر حق کی کسی بات کا اثر نہیں ہوتا وہ اپنے الحاد پر نازاں ہیں۔

رہے نہ اہل خرد تو بے خرد چمکے
فروغ نفس ہوا عقل کے نزول کے بعد

حضرت امام ترمذیؒ (ابو عیسیٰ محمدؒ بن عیسیٰؒ بن سورۃ الترمذیؒ المتوفیٰ 279ھ) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں دجال لعین کے قتل ہونے کی مرفوع حدیث اپنی سند کے ساتھ حضرت مجمعؓ بن جاریہ الانصاری سے ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (ترمذی جلد 2 ص 48)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام لد (فلسطین میں ایک گاؤں کا نام ہے) کے دروازہ پر دجال لعین کو قتل کریں گے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں ھذا حدیث صحیح وفی الباب عن عمران بن حصین ونافع بن عیینۃ وابی برزۃ وحذیفۃ بن اسید وابی ھریرۃ وکیسان وعثمان بن ابی العاص وجابر وابی امامۃ وابن مسعود و عبداللہ بن عمرو و سمرۃ بن جندب والنواس بن السمعان وعمرو بن عوف و حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم یعنی اس باب اور اس موضوع میں ان حضرات صحابہ کرامؓ کی احادیث بھی موجود ہیں جن کے نام انہوں نے ذکر کیے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ۔

ومراده بروایة هؤلاء ما فیه ذکر الدجال وقتل عیسیٰ بن مریم علیهما السلام له فاما احادیث الدجال فقط فکثیرة جدًا الخ (تفسیر ابن کثیر جلد1 ص582)

امام ترمذیؒ کی مراد یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ کی روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دجال لعین کو قتل کرنے کا ذکر ہے باقی وہ احادیث جن میں فقط دجال لعین کا ذکر ہے تو وہ بہت ہی زیادہ ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ پہلے باحوالہ چند احادیث کا تذکرہ کرتے ہیں پھر آگے فرماتے ہیں کہ۔

فهذه احادیث متواترة عن رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من روایة ابی هریرة وابن مسعود وعثمان بن ابی العاص وابی امامة والنواس بن السمعان وعبدالله بن عمرو بن العاص ومجمع بن جاریة وابی شریحة وحذیفة بن اسید رضی الله تعالٰی عنهم وفیها دلالة واضحة علٰی صفة نزوله ومکانه من انه بالشام بل بدمشق عند المنارة الشرقیة وان ذٰلک یکون عند اقامة صلٰوة الصبح وقد بنیت فی هٰذه الاعصار فی سنة احدٰی واربعین و سبعمائة للجامع الاموی بیضاء من حجارة منحوتة عوضًا عن المنارة التی هدمت بسبب الحریق المنسوب الٰی صنیع النصارٰی علیهم لعائن الله تعالٰی الٰی یوم القیمة اهـ (تفسیر ابن کثیر جلد1 ص582 و ص583)

حضرت ابو ہریرۃؓ حضرت ابن مسعود حضرت عثمان بن ابی العاص حضرت ابو امامہ حضرت نواس بن سمعان حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص حضرت مجمع بن جاریہ حضرت ابو شریحہ (یہ کتابت کی غلطی ہے۔ یہ لفظ ابو سریحہ ہے جو

حضرت حذیفہؓ بن اسید کی کنیت ہے ملاحظہ ہو مسلم جلد 2 ص 393 عن ابی سریحۃ حذیفۃ بن اسید (مشکوٰۃ) حذیفہؓ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آنحضرت ﷺ سے یہ احادیث متواتر ہیں اور ان میں واضح طور پر حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور مکان نزول کی واضح دلالت ہے کہ شام بلکہ دمشق میں مشرقی منار پر صبح کی نماز کے وقت ہوگی اور یہ سفید منار تراشے ہوئے پتھروں سے اس دور میں 741ھ میں جامع اموی میں بنایا گیا ہے اس سے قبل وہ منار تھا جو آگ لگنے کی وجہ سے مسمار کر دیا گیا تھا اور یہ آگ نصاریٰ جن پر تا قیامت اللہ تعالیٰ کی لگاتار لعنتیں برستی رہیں کی بدکرداری اور خبث باطن کی طرف منسوب ہے (کہ انھوں نے اسلام کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے آگ لگائی)

بحمد اللہ تعالیٰ راقم الحروف نے 5 محرم 1393ھ میں حج سے واپسی کے سفر میں دمشق کے سوق حمیدیہ میں جامع اموی کے مشرقی طرف اپنی آنکھوں سے یہ سفید منار دیکھا ہے۔

اور حافظ ابن کثیرؒ ہی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسٰی بن مریم علیہما السلام قبل یوم القیٰمۃ اماماً عادلاً و حکماً مقسطاً (تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 132، 133)

بلاشبہ آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے امام عادل اور منصف حاکم ہو کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔

ان حوالوں سے بھی صاف طور پر واضح ہوا کہ حضرت عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اسی پیش نظر رسالہ میں باحوالہ یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ متواتر حدیث کا انکار کفر ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد چالیس سال

حکومت کریں گے اور وفات پائیں گے

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد چالیس سال تک عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور حج و عمرہ بھی کریں گے اس کے بعد پھر ان کی وفات ہوگی اور اہل اسلام ان کا جنازہ پڑھیں گے اور پھر مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

وانه يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويفيض المال حتي يهلك الله في زمانه الملل كلها غير الاسلام وحتي يهلك الله في زمانه المسيح الضلال الا عور الكذاب وتقع الامنة في الارض حتي يرعيٰ الاسد مع الابل والنمر مع البقر والذياب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات ولا يعض بعضهم بعضا ثم يبقي في الارض اربعين سنة ثم يموت ويصلي عليه المسلمون ويدفنونه (ابو داؤد الطیالسی ص335 واللفظ لہ والمستدرک جلد2 ص595 قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح وقال الحافظؒ فی الفتح جلد2 ص238 وفی مجمع الزوائد جلد8 ص205 ينزل ابن مريم فيمكث في الناس اربعين سنة رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (آسمان سے نازل ہونے کے بعد) صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور مال وافر طور پر تقسیم کریں گے یہاں تک کہ اسلام کے بغیر ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمام مذاہب کو ختم کر دے گا اور انہیں کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح ضلالت کانے کذاب (دجال) کو ہلاک کرے گا اور زمین میں امن وامان واقع ہو گا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بھیڑ بکریوں کے ساتھ چریں

گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور ان میں سے کوئی کسی کو ضرر نہیں دے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین میں چالیس سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہو گی اور اہل اسلام ان کا جنازہ پڑھیں گے اور پھر ان کو دفن کریں گے۔

اس صحیح حدیث سے بھی یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابھی تک وفات نہیں ہوئی اور نہ مسلمانوں نے ان کا جنازہ پڑھا ہے اور نہ وہ دفن کیے گئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حج اور عمرہ کرنا

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد حج اور عمرہ کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا اولیثنیھما (مسلم جلد 1 ص 408)

بے شک آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ضرور فج روحاء کے مقام پر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے احرام باندھیں گے۔

فج روحاء مدینہ طیبہ سے تقریباً چھ میل دور ایک مقام ہے جیسے ذوالحلیفہ اور آج کل بئر علی چھ میل دور ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے۔

یقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیھبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً حاجاً او یثنیتھما ولیأتین قبری حتٰی یسلم علیّ ولاَرُدّنّ علیہ یقول ابو ھریرۃ ای بنی اخی ان رائیتموہ فقولوا ابوھریرۃ یقرئک السلام۔ مستدرک

جلد 2 ص 595 قال الحاکم والذہبی صحیح)

وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ضرور بضرور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاکم عادل اور منصف امام ہو کر نازل ہوں گے اور البتہ ضرور میری قبر پہ آئیں گے اور مجھے سلام کریں گے اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب لوٹاؤں گا حضرت ابوہریرہؓ نے (شاگردوں سے) فرمایا اے میرے بھتیجو اگر تم حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو تو کہہ کہنا کہ ابوہریرہؓ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔

ان روایات میں حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حج اور عمرہ کرنا اور نص میقات (حج) سے احرام باندھیں گے اس کا پھر آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر پہ سلام کہنے اور پھر آپ ﷺ کے جواب دینے کا نہایت ہی تاکیدی الفاظ سے بیان ہوا ہے مزید برآں اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دیکھو اور ان سے شرف ملاقات حاصل کرو تو میری طرف سے میرا نام لے کر عرض کرنا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے عاجزی و سماجت سے آپ سے سلام عرض کیا ہے یہ تمام امور واضح ہیں۔

نزول من السماء

بعض سطحی ذہن کے مد پھٹ قادیانی یوں کج بحثی کیا کرتے ہیں کہ اول تو ہم حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع حیات اور نزول کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور اگر نزول تسلیم بھی کر لیں تو آسمان سے ان کا نزول کہاں سے ثابت ہے؟ اور یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ کسی بھی صحیح احادیث میں من السماء کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

الجواب

یہ ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف سوال ہے اور یقیناً مردود ہے اولاً تو اس لئے کہ اگر حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی پہاڑ یا ٹیلے یا درخت یا کسی بلند مکان کی چھت وغیرہ پر چڑھایا اور اٹھایا گیا ہوتو ان کا نزول بھی وہاں سے ہو گا مگر بالکل واضح محکم اور روشن حوالوں سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ جسم مبارک کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا ہے اِلَی السماء کے الفاظ صراحت سے مذکور ہیں تو وہ نازل بھی وہیں سے ہوں گے جہاں ان کو اٹھایا گیا تھا اس پر نقلی اور عقلی طور پر کیا اشکال ہو سکتا ہے؟ وثانیاً اس لئے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ کی صحیح صریح اور مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

کیف انتم اذا نزل ابن مریم مِنَ السماء فیکم الحدیث
(کتاب الاسماء والصفات للبیہقیؒ ص301)

تمہارا کیسا (مبارک) حال ہو گا جبکہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

اور علامہ نورالدین ھیثمیؒ (استاد حافظ ابن حجرؒ المتوفی807ھ) حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت یوں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

ثم ینزل عیسٰی بن مریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من السماء فیؤم الناس الحدیث (قال الھیثمی رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح غیر علیؒ بن المنذرؒ وھو ثقۃ مجمع الزوائد جلد7 ص349)

پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے اور لوگوں کو امامت کرائیں گے الخ۔ اس حدیث کو امام بزارؒ نے (مسند میں) روایت کیا ہے اس کے تمام راوی بخاری شریف کے راوی ہیں بغیر علیؒ بن المنذرؒ کے مگر وہ بھی ثقہ ہیں۔

علیؒ بن المنذرؒ کو امام ابو حاتمؒ صدوق اور ثقہ امام نسائیؒ امام بن نمیرؒ ثقہ اور صدوق اور امام دار قطنیؒ اور محدث مسلمہؒ بن القاسمؒ لاباس بہ کہتے ہیں اور امام ابن حبانؒ ان کو ثقات میں بیان کرتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد7 ص386 ملخصاً)

اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی حدیث ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند ذلک

ينزل اخي عيسىٰ بن مريم عليهما السلام من السماء الحديث (كنز العمال جلد 7 ص 268 و منتخب كنز برحاشيہ مسند احمد جلد 6 ص 56)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت (جبکہ دجال کے خروج کی وجہ سے افراتفری ہو گی) میرے (دینی اور نبی ہونے میں) بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

ان صحیح روایات سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے اور نازل ہو کر دجال لعین کو قتل کریں گے اور یہود و نصاریٰ کا صفایا کریں گے اور چالیس سال تک حکمرانی کریں گے اور قرآن وحدیث کے مطابق عدل و انصاف سے حکومت کریں گے جن کے مبارک دور میں شیر اور چیتے ریچھ اور بھیڑیے وغیرہ موذی اور وحشی درندے بھیڑ اور بکریوں کے ساتھ چریں گے مگر کوئی کسی کو ضرر نہیں دے گا اور نہ ڈرے گا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے وجہ اس لئے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے جبکہ مولوی حکیم نورالدین بھیروی ٹولہ کی گرفت میں پوری طرح نہیں آیا تھا اپنی کتابوں میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو۔

(الا يعلمون ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه ولا يأخذ شيئا من الارض مالهم لا يشعرون (آئینہ کمالات اسلام ص 336 مؤلفہ مرزا غلام احمد)

کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک مسیح علیہ السلام اپنے تمام علوم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے اور زمین میں (کسی شخص سے) کوئی شے (علم) حاصل نہیں کریں گے۔

اس عبارت میں صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے۔

(۲) مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح

(علیہ السلام) جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہو گا (ازالہ اوہام ص 81)

ہمارے پیش نظر مسلم شریف کا جو نسخہ ہے اس میں من السماء کا لفظ مذکور نہیں باقی طویل روایت مسلم جلد 2 ص 401 میں مذکور ہے اور مرزا صاحب چونکہ (جعلی) نبی ہیں اس لئے ان کے پاس ضرور مسلم شریف کا کوئی ایسا نسخہ ہو گا جس میں من السماء کے الفاظ ہوں گے۔

(۳) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔

حج الکرامت ص 418 میں ابن واصلؒ وغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوں گے (تحفہ گولڑویہ 184)

یہ تین حوالے ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نقل کئے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی تصریح ہے اور اپنے اقرار اور بیان سے بڑھ کر آدمی کے لئے اور کیا حجت لازمہ ہو سکتی ہے۔ صحیح احادیث کے پیش نظر جن کا ذکر اسی پیش نظر کتاب میں باحوالہ ہو چکا ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول عصر نہیں بلکہ بوقت صبح صلوٰۃ صبح ہو گا کما مر اور حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ۔

وان ذالک عند اقامۃ صلوٰۃ الصبح (تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 583)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول صبح کی نماز کی اقامت کے وقت ہو گا۔

اور انجیل مقدس بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور ان کی آمد اور نزول من السماء کا سبق دیتی ہے اور عیسائی ان کی آمد کے منتظر ہیں

قارئین کرام نے خاصی اور باحوالہ تفصیل کے ساتھ اہل اسلام کا پختہ عقیدہ اور نظریہ ملاحظہ کر لیا ہے کہ وہ قرآن کریم احادیث متواترہ اور امت

مسلمہ کے اجماع اور اتفاق کے روشن دلائل اور براہین کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے اور وہاں ان کی حیات اور پھر قیامت سے قبل آسمان سے زمین پر نازل ہو کر دجال یہود و نصاریٰ اور باقی کفار کا صفایا کرنے صرف اور صرف اسلام کا نفاذ کرنے اور چالیس سال تک زندہ رہ کر حکمرانی کرنے اور شادی کرنے اور حج اور عمرہ کرنے پھر ان کی وفات ہونے اور اہل اسلام کے ان کا جنازہ پڑھانے اور روضہ اقدس میں ان کو دفن کرنے پر متفق ہیں اور انجیل مقدس کے اسی درس کے پیش نظر عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور پھر اس سے نزول اور ان کی آمد کے قائل اور منتظر ہیں۔(۱) چنانچہ رسولوں کے اعمال باب ۱ آیت ۱۱ میں ہے یہی یسوع مسیح جو تمہارے پاس سے آسمانوں پر اٹھایا گیا اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اس کو آسمان پر جاتے دیکھا ہے" مرزا صاحب ارتداد کے بعد مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے لکھتا ہے جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ در حقیقت مسیح بن مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے (روحانی خزائن جلد 3 ص318 بحوالہ ازالہ اوہام)

(۲) اور فلپیوں کے نام پولس رسول کے خط باب 3 آیت 20 میں ہے "مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے اور ہم ایک منجی یعنی خداوند یسوع مسیح کے وہاں سے آنے کے انتظار میں ہیں" خط کشیدہ الفاظ سے بالکل واضح اور عیاں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر ہیں اور عیسائی بھی ان کے آسمان سے آنے اور نازل ہونے کی انتظار میں ہیں اس سے بڑھ کر ان کے لئے اور کیا ثبوت درکار ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم نے ان پر اتمام حجت کے لئے انہی کی کتاب کا واضح حوالہ پیش کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو تسلیم کرنے کی توفیق بخشے

خدایا جذبہ دل کی مگر تاثیر الٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شادی خانہ آبادی

جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھایا گیا تو ان کی عمر تینتیس سال یا ایک سو بیس سال تھی (فتح الباری جلد 6 ص 493) اور ان نکاح نہیں ہوا تھا جب زمین پر نازل ہوں گے تو ان کی شادی اور نکاح بھی ہو گا اور اولاد بھی ہو گی حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اِلَی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم علیہما السلام فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ رواہ ابن الجوزیؒ فی کتاب الوفاء (مشکوٰۃ جلد 2 ص 480 ووفاء الوفاء للسمہودیؒ جلد 1 ص 307 ومواہب اللدنیہ للقسطلانیؒ جلد 2 ص 382 والزرقانی علَی المواھب اللدنیہ جلد 8 ص 296)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین پر نازل ہوں گے پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہو گی اور سینتالیس سال (صحیح چالیس سال ہے جیسا کہ دوسری صریح و صحیح احادیث سے ثابت ہے) رہیں گے پھر ان کی وفات ہو گی اور میرے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے پھر قیامت کے دن میں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ہی مقبرے سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان کھڑے ہوں گے۔

مرقات جلد 10 ص 233 میں ہے فی قبر واحد ای من قبر واحد قاموس اور مغنی اللبیب میں ہے کہ فی من کے معنی آتا ہے۔

قبری سے آنحضرت ﷺ کا مقبرہ اور روضہ مبارکہ مراد ہے (مرقات ص 233 ای فی مقبرتی الخ علامۃ عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ

ویدفن عیسٰی بن مریم علیه السلام مع النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی روضته الخ

حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے روضہ میں دفن کیا جائے گا (مختصر تذکرۃ القرطبی ص 157 طبع مصر)

علامہ مقریزیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفد جذام (جو ازد قبیلہ کی شاخ ہے) کو خطاب فرمایا ولا تقوم الساعة حتّٰی یتزوج فیکم المسیح ویولد لہ اور قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل نہ ہوں ... وہ نازل ہو کر تمہارے خاندان کی ایک بی بی سے نکاح نہ کریں اور نکاح کے بعد ان کی اولاد بھی نہ ہو جائے۔

حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد عرب کے مشہور قبیلہ ازد (اور حرف یا کے ساتھ بھی آجاتا ہے یزد) کی ایک خاتون سے نکاح کریں گے اور شادی کے بعد انیس سال تک زندہ رہیں گے (التصریح ص 245 فتح الباری جلد 6 ص 493) علامہ السفارینیؒ لوامع الانوار البهیة وسواطع الاسرار الاثریة لشرح الدرة المضیة فی عقد الفرقة المرضیة جلد 2 ص 98 طبع جدۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد یزد قبیلہ کی ایک خاتون سے نکاح کریں گے اور ان کے دو لڑکے پیدا ہوں گے ایک کا نام موسٰی اور دوسرے کا نام محمد رکھیں گے چونکہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام تورات کے مصدق تھے جو حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی اس نسبت سے ایک بیٹے کا نام موسٰی رکھیں گے اور آسمان سے نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کی شریعت اسلام کو نافذ کریں گے اس لحاظ سے دوسرے لڑکے کا نام محمد رکھیں گے کیا ہی خوش بخت ہوں گے وہ لوگ جو حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک دور اور ان کی اصلاحی کاروائیوں کو دیکھیں گے اور خوش ہوں گے۔ (۱۱)

ہوئیں مدعی کہ خبر نہیں کوئی دید ہے نہ شنید ہے
اسی خوش نصیب کی عید ہے جسے تیری دید نصیب ہے

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان سے نزول کی حکمتیں

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع إلی السماء اور پھر زمین پر نازل ہونے کی علت تو اللہ تعالیٰ کا حکم اور امر ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے کیونکہ وہ فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ ہے اور ان کے نزول إلی الارض کی حکمتیں حضرات محدثین کرامؒ اور علماء اسلام نے کئی بیان کی ہیں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ـــ

قال العلماء الحكمة في نزول عيسٰى دون غيره من الانبياء الرد على اليهود في زعمهم انهم قتلوه فبين الله تعالٰى كذبهم وانه الذي يقتلهم او نزوله لدنو اجله ليدفن في الارض اذ ليس مخلوق من التراب ان يموت في غيرها وقيل انه دعا الله تعالٰى لما رأى صفة محمد صلى الله تعالٰى عليه وسلم وامته ان يجعله منهم فاستجاب الله تعالٰى دعاؤه وابقاه حتى ينزل في آخر الزمان مجددا لامر الاسلام فيوافق خروج الدجال فيقتله والاول اوجه (فتح الباری جلد 6 ص 493)

علماء فرماتے ہیں کہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا صرف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی کئی حکمتیں لکھی گئی ہیں (۱) یہود کے اس گمان کا رد کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہود کا جھوٹ واضح کر دیا کہ وہ قاتل نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے قاتل ہوں گے یا (۲) اس لئے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آئے گا تو نازل ہوں گے کیونکہ ترابی مخلوق زمین ہی میں دفن ہوتی ہے اور وہ زمین ہی میں فوت ہوتی ہے اور (۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ اور آپ کی امت

کے حالات دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ اے اللہ! مجھے اسی امت میں اٹھا اللہ تعالیٰ نے انکی دعاء قبول فرمائی اور ان کو زندہ رکھا آخر زمانہ میں جب دجال خارج ہو گا تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور مذہب اسلام کی تجدید (واحیاء) کریں گے پہلی توجیہ زیادہ بہتر ہے۔

یہ تین حکمتیں تو آپ دیکھ چکے ہیں اس کے علاوہ اور حکمتیں بھی علماء اسلام نے بیان کی ہیں مثلاً

(۴) اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں یا اس جہان میں تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد و میثاق لیا تھا کہ تمہارے بعد ایک پیغمبر آئے گا (حرف ثم کے ساتھ ذکر فرمایا ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ) تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا تمام پیغمبروں نے اس کا عہد واقرار کیا اور وہ رسول جو سب سے بعد آئے حضرت محمد ﷺ ہیں اور عربی کا مشہور مقولہ ہے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اور تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دنیوی زندگی کے لحاظ سے زندہ رکھنا اور پھر سب کا دنیا میں آنا حکمت خداوندی کے مطابق نہ تھا اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس نے زندہ رکھا اور وہ نازل ہو کر آنحضرت ﷺ کے دین اور شریعت کی نصرت کریں گے اور حکم ہو کر نازل ہوں گے والحکم یکون من الطرفین ولو کان من ھٰذہ الامۃ لاشتبۃ الامر الخ (عقیدۃ الاسلام ص 20) اور ثالث طرفین سے ہوتا ہے اگر اس امت سے ہوتا تو معاملہ مشتبہ ہو جاتا اور وہ کفر کو مٹا کر اسلام کو خوب پھیلائیں گے اس لئے ان کا نزول و آمد ضروری ہے (عقیدۃ الاسلام ص 19 ملخصاً)

(۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭخَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (پ 3 آل عمران 6)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسے مثال حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو

سو وہ ہو گیا۔

اس میں ایک تشبیہ تو عبارۃ النص کے طور پر ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر ماں اور باپ کے مٹی سے پیدا کیا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر باپ کے پیدا کر کے اپنی قدرت بتائی اس میں غریب کی اغرب (غریب تر) سے تشبیہ ہے اور دوسری تشبیہ دلالۃ النص کے طور پر ہے وہ یہ کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام مرد تھے ان کی پسلی سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا اور حضرت مریم علیہا السلام عورت تھی اور ان سے اللہ تعالیٰ نے مرد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ اور تیسری تشبیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دنیا کا آغاز کیا اور ان کو زمین پر پیدا کر کے آسمانوں کے اوپر جنت میں اٹھایا پھر زمین پر نازل کیا عرصہ تک وہ زندہ رہے پھر ان کی وفات ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر پیدا کیا اور پھر آسمان پر اٹھا لیا پھر ان کو زمین پر نازل کر کے نظام دنیا کو ختم کر دے گا تو ایک غریب تر شخصیت سے دنیا کا آغاز اور ابتداء ہوئی وہ بھی صعود اور ہبوط کی صفت سے متصف ہوئی اور دوسری غریب شخصیت سے دنیا کا اختتام ہو گا اور وہ بھی صفت صعود و ہبوط سے متصف ہو گی اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ مشہور ہے کہ اول با آخر نسبتے دارد (ملاحظہ ہو عقیدۃ الاسلام ص30 فی حیات عیسیٰ علیہ السلام لمولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ)

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب بھی مسیح ہے (اس کا مجرد مادہ مسح ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مادر زاد اندھوں کی آنکھوں اور برص والے بیماروں کے بدنوں پر ہاتھ پھیرتے اور مسح کرتے تو باذن اللہ تعالیٰ ان کو شفاء حاصل ہو جاتی اور ایسے پچاس ہزار افراد کو بشرط ایمان شفاء حاصل ہوئی (جلالین ص51) اور یا مسیح اسم فاعل کے معنی میں ہے ماسح) اور دجال کا لقب بھی مسیح ہے (ایک تو یہ وجہ ہے کہ اس کا مجرد بھی مسح ہے

لیکن یہاں مسیح ممسوح کے معنی میں ہے یعنی بصیغہ اسم مفعول ای ممسوح عینہ الیمنٰی یعنی اس کی دائیں آنکھ کا نور مسح کیا ہوا ہے اور اعور اور کانا ہے اور یا یہ کہ اس کا مجرد مادہ ساح یسیح ہے اور مسیح کا معنی سیاحت کرنے والا اور زمین میں گھومنے والا۔ بجز چار مقامات کے دجال لعین کے ناپاک قدم ساری زمین پر پڑیں گے وہ چار مقامات یہ ہیں مکہ مکرمہ مدینہ منورہ بیت المقدس اور جبل طور (مجمع الزوائد جلد 7 ص343) اور چونکہ دجال لعین مسیح ضلالت ہے اور گمراہی پھیلانے کے لئے زمین میں خروج کرے گا اور اس کی مرمت شکنی اور قتل کرنے کے لئے مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا ضروری ہے کیونکہ وبضدھا تتبین الاشیاء (تعلیمات اسلام اور مسیح اقوام ص222 مولفہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(۷) آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہونے کے ساتھ خاتم الکمالات بھی ہیں مخلوق کے کسی اعلیٰ فرد کے لئے جتنی خوبیاں اور اوصاف حسنہ ہو سکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں جمع کر دیئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الفسادات ہیں ان کے نزول کے بعد دجال کا فتنہ ختم ہو گا یہود ونصاریٰ وغیرھم کفار کی شرارتیں ملیا میٹ ہو جائیں گی یاجوج و ماجوج نیست نابود ہو جائیں گے الغرض ہر قسم کے فتنے اور فسادات مٹ جائیں گے اس لئے خاتم الکمالات کے بعد خاتم الفسادات کا آنا ایک فطری امر ہے (محصلہ تعلیمات اسلام ص223)

(۸) آخری دور میں نصرانیت اور عیسائیت سائنسی ترقی کے زور پر اپنے عروج پر ہو گی جس کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قطعاً غلط اور باطل نظریات ہیں کہ مثلاً وہ ابن اللہ ہیں یا ثالث ثلاثہ ہیں یا اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں حلول کئے ہوئے ہے اور اس قسم کی دیگر خرافات میں مبتلاء ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہو کر نہ صرف یہ کہ ان کے باطل نظریات کا ازالہ فرمائیں گے بلکہ ان کو قتل کر کے ان کے ناپاک وجود سے اللہ

تعلق کی زمین کو پاک کریں گے اس لئے ان کا آنا ضروری ہے (محصلہ تعلیمات اسلام ص223)

(۹) بعض محققین یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر والنکاح والسواک (حم ت ھب) عن ابی ایوبؓ ح (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر جلد1 ص37 للسیوطیؒ طبع مصر)

چار چیزیں تمام پیغمبروں کی مشترک سنتیں ہیں حیاء۔ خوشبو لگانا۔ نکاح کرنا۔ اور مسواک کرنا۔ یہ روایت حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مسند احمد ترمذی اور شعب الایمان بیہقیؒ (وغیرہ) میں ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

اصول کا قاعدہ ہے کہ جب صیغہ جمع پر الف و لام داخل ہو تو جمعیت کا معنی باطل ہو جاتا ہے اور استغراق کا فائدہ دیتا ہے (ملاحظہ ہو نبراس ص15) المرسلین جمع کا صیغہ ہے اور اس پر الف ولام داخل ہے لہذا قاعدہ کے مطابق اس کے معنی تمام پیغمبر ہوں گے اور حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا کی نص قطعی کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں لہذا باقی تمام پیغمبر نکاح کی سنت میں مشترک ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی تک شادی نہیں کی اس لئے ان کا نازل ہو کر شادی کرنا اس حدیث کی رو سے ثابت ہے۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم فی الدنیا والاٰخرۃ الحدیث (بخاری جلد1 ص490)

کہ میں نے تمام لوگوں سے دنیا اور آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے۔

اَلَا ان عیسیٰ بن مریم علیہما السلام لیس بینی وبینہ نبی ولا رسول الا انہ خلیفتی فی امتی من بعدی

الحدیث (مجمع الزوائد جلد 8 ص 205)

خبردار بے شک میرے اور عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان اور کوئی نبی اور رسول نہیں آیا واضح ہو کہ بے شک وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کی آمد کی وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ کے مبارک الفاظ سے بشارت دی تھی اور مخلوق کو آپ کی تصدیق اور اتباع کی دعوت بھی دی تھی اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ ﷺ کا گہرا تعلق ہے لہذا ان کا آنا اور آسمان سے نازل ہونا اور آپ کا خلیفہ اور نائب ہونا ضروری ہے (عقیدہ مع تتمہ حاشیہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص 94)

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

الباب الثالث

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر غلط استدلال اور اس کا رد

قارئین کرام پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہیں کہ قرآن کریم احادیث متواترہ اور اجماع امت کے قطعی اور یقینی دلائل اور براہین سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع اِلیَ السماء ان کی حیات اور نزول اِلیَ الارض ثابت ہے۔ اب اس باب میں آپ بعض کم فہم کج بحث ضدی اور نہایت ہی سطحی ذہن رکھنے والے ملاحدہ اور زنادقہ کا استدلال اور اس کا رد بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ تقابل سے ہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الآیۃ پ3 آل عمران6)

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (علیہ السلام) میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف (آسمان پر) اٹھانے والا ہوں۔

ملحد یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس نص قطعی میں مُتَوَفِّیْکَ کا جملہ ہے اور اس کا معنی وفات ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے وفات دیتا ہوں اور تجھے (یعنی تیری روح کو) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور یہ ملحدین کہتے ہیں کہ اس کا معنی ترجمان القرآن حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے کیا ہے چنانچہ بخاری جلد2 ص665 میں ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مُتَوَفِّیْکَ ای مُمِیْتُکَ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے۔

الجواب

ان ملحدین کا یہ استدلال قطعاً باطل اور یقیناً مردود ہے اولاً اس لئے کہ متوفیک کا مجرد مادہ وفات نہیں بلکہ وَفْی ہے اس کے معنیٰ عربی لغت میں پورا پورا دینے اور لینے کے ہیں۔ وفاء ایفاء اور استیفاء اسی معنیٰ کے لئے بولے جاتے ہیں اور الکریم اذا وعد وفی مشہور محاورہ ہے تمام کتب عربی زبان کی اس پر شاہد ہیں اور چونکہ موت کے وقت بھی انسان اپنی اجل اور مقدر عمر پوری کر لیتا ہے اور اس کی روح واپس لے لی جاتی ہے اس مناسبت سے یہ لفظ بطور مجاز کے موت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے نیند کے لئے یہ لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (الآیۃ) (پ 7 الانعام 7)

اور وہ ہی ہے کہ (سلا کر) قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو دن میں۔

اس آیت کریمہ میں توفی کا لفظ مجازاً نیند پر اطلاق ہوا ہے اور مشہور ہے المجاز قنطرۃ الحقیقۃ کہ مجاز حقیقت کا پل ہے جب راستہ بالکل ہموار اور سڑک بالکل سیدھی ہو تو اس پر پل بنانا اور پھر اس کو عبور کرنا صرف احمقوں اور دیوانوں کا کام ہے عقلمندوں کا نہیں اور جب یہ مزید کے ابواب میں استعمال ہوتا ہے تو مجرد کے معنیٰ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے نظرانداز نہیں کیا جاتا مثلاً جب یہ باب افعال میں آتا ہے اوفانی فلان دراھمی تو معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ فلاں نے میرے دراہم مجھے پورے پورے دے دیئے اور جب باب تفعیل میں آتا ہے وفی یوفی توفیۃ تو اس کا معنیٰ پورا پورا دینے کا ہوتا ہے اور قرآن کریم میں متعدد مقامات میں اس باب (تفعیل) میں یہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ جس رکوع میں مُتَوَفِّيكَ کا جملہ موجود ہے اسی رکوع میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ (الآیۃ) (پ3 آل عمران 6) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا بدلہ اور حق دے گا اور دوسرے مقامات میں ہے۔

۲۔ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ (الآیۃ) (پ24 الزمر 8) اور ہر نفس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

۳۔ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ (پ18 النور 5) پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا پورا حساب پہنچا دیا۔

۴۔ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ (پ26 الاحقاف) اور تاکہ ان کے اعمال کا ان کو پورا پورا بدلہ دے۔

۵۔ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (پ4 آل عمران 19) اور پختہ بات ہے کہ تم کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔

۶۔ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ (الآیۃ) (پ6 النساء 24) پس ان کو ان کا پورا پورا بدلہ اور ثواب دے گا۔

ان تمام مقامات پہ لفظ باب تفعیل میں استعمال ہوا ہے اور اس میں پورا پورا دینے کا مفہوم اور معنیٰ شامل ہے اور یہ لفظ جب باب تفعل میں آئے تو اس کا مصدر توفی آتا ہے اور اس کا معنی پورا پورا قبض کرنا اور پورا پورا وصول کرنا اور پورا پورا لینا ہوتا ہے اسی حقیقی معنی کو ملحوظ رکھ کر مفسرین کرامؒ یہ معنی کرتے ہیں۔

(ا) امام فخرالدین محمدؒ بن عمرؒ الرازی (المتوفیٰؒ 606ھ) فرماتے ہیں کہ۔

ان التوفی هو القبض يقال وفاني فلان دراهمي واوفاني وتوفيتها منه الخ (تفسیر کبیر جلد 8 ص 72)

توفی کا معنی وصول کرنا ہے محاورہ ہے کہ فلاں نے مجھے میرے دراہم

پورے پورے دیئے اور میں نے اس سے اپنے دراہم پورے پورے وصول کیے۔

اور اسی لغوی معنٰی کو جو توفی کا حقیقی اور اصلی معنی ہے پیش نظر رکھ کر متوفیک کی امام رازیؒ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ۔

ان التوفی اخذ الشی وافیا ولما علم اللّٰہ تعالٰی ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللّٰہ تعالٰی ھو روحہ لا جسدہ ذکر ھٰذا الکلام لیدل علٰی انہ علیہ الصلٰوۃ والسلام رفع بتمامہ الٰی السماء بروحہ وجسدہ الخ (تفسیر کبیر جلد 8 ص 72)

بلاشبہ توفی کا معنی شئے کو پورا پورا وصول کرنا اور لینا ہے اور یہ بات جب اللہ تعالٰی کے علم میں تھی کہ بعض لوگوں کے (جیسے فلاسفہ ملاحدہ اور قادیانی وغیرہ) خیال میں یہ بات آئے گی کہ اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روح کو اٹھایا ہے نہ ان کے جسم کو تو اس لئے اللہ تعالٰی نے یہ فرمایا کہ میں تجھے پورا پورا لے کر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں تاکہ واضح ہو کہ ان کی روح کو ہی نہیں بلکہ بجسمہٖ جسم اور روح دونوں کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہے۔

ان تمام تفسیروں میں توفی کے حقیقی اصلی اور لغوی معنٰی کو باقاعدہ ملحوظ رکھا گیا ہے اصلی معنٰی سے اغماض نہیں کیا گیا۔

(۳) علامہ آلوسیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

ان المراد مستوفی اجلک وممیتک حتف انفک لا اسلط علیک من یقتلک الخ (تفسیر روح المعانی جلد 3 ص 179)

بے شک مراد یہ ہے کہ میں تیری عمر اور مدت پوری کروں گا اور تجھے طبعی طور پر موت دوں گا اور تیرے قتل کرنے پر کسی کو مسلط نہیں ہونے

دوں گا۔

ان مفسرین کرامؒ کی نقل اور بیان کردہ سب تفسیروں میں توفی کے حقیقی اور لغوی معنٰی کو باقاعدہ ملحوظ رکھا گیا ہے اور کسی نے بھی حقیقی اور لغوی معنٰی کو نظر انداز نہیں کیا تو اب ان تفاسیر کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات نہیں ہوئی اللہ نے ان کو جسم و روح دونوں کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا ہے اور ان کی مقررہ میعاد پوری ہو گی اور کوئی بدباطن ان کو قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

وثانیاً اس لئے کہ اگر توفي کا مجازی معنٰی بھی اس آیت کریمہ میں مراد لی جائے تب بھی باطل پرستوں کا مدعا پورا نہیں ہوگا اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ توفی کے مجازی معنٰی وفات (اور نیند) کے ہیں۔

ومن المجاز توفي فلان وتوفاه اللّٰه تعالٰی ای ادرکه الوفاة (اساس البلاغۃ جلد 2 ص 341 و تاج العروس جلد 10 ص 344)

اور توفی کا یہ مجازی معنٰی ہے کہ فلاں کو وفات دی گئی اور توفاہ اللہ کہ اللہ تعالٰی نے اس کو وفات دی اور اس کو موت آ پہنچی۔

اگر اس آیت کریمہ میں توفی کے مجازی معنٰی بھی ہو تو اس کا مطلب حسب تصریح مفسرین کرامؒ یہ ہے۔

۱۔ علامہ ابو حیان اندلسیؒ لکھتے ہیں کہ۔

وقال الفراء هي وفات ولٰكن المعنى متوفيك في آخر عمرك عند نزولك وقتلك الدجال وفي الكلام تقديم وتأخير الخ (البحر المحیط جلد 2 ص 483)

امام فراءؒ (ابو زکریا یحیٰیؒ بن زیادؒ المتوفیٰ 207ھ) فرماتے ہیں کہ یہاں توفی کا معنٰی مجازی وفات ہی مراد ہے لیکن مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ میں تجھے تیری آخری عمر میں جب تو نازل ہو کر دجال کو قتل

کرے گا تب تجھے وفات دوں گا تو کلام میں تقدیم و تاخیر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ لفظ متوفیک پہلے اور رافعک لفظوں میں بعد ہے مگر مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھایا پھر قیامت کے قریب آسمان سے نازل کرے گا اور وہ دجال لعین (وغیرہ) کو قتل کریں گے تو اس وقت ان کی وفات ہو گی نہ یہ کہ اب وفات ہو چکی ہے۔

امام قرطبیؒ (ابو عبداللہ محمدؒ بن احمد الانصاریؒ المتوفیٰ 671ھ) لکھتے ہیں کہ۔

وقال جماعة من اهل المعانی منهم الضحاک والفراء فی قوله تعالٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ علی التقدیم والتأخیر لانّ الواو توجب الرتبة والمعنی انی رافعک الی ومطهرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد ان تنزل من السماء الخ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبیؒ جلد 4 ص 99)

علم معانی والوں کی ایک جماعت جن میں امام ضحاکؒ (بن مزاحمؒ م 106ھ) اور امام الفراءؒ بھی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے کیونکہ حرف واو ترتیب کو نہیں چاہتا اور معنیٰ یہ ہے کہ اب میں تجھے اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور کافروں سے تجھے پاک کرتا ہوں اور پھر آسمان سے نازل ہونے کے بعد میں تجھے وفات دوں گا۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ۔

عن قتادة قال هٰذا من المقدم والمؤخر ای رافعک الی ومتوفیک (روح المعانی جلد 3 ص 483)

حضرت قتادہؒ (المتوفی 118ھ) فرماتے ہیں کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے
یعنی (پہلے) میں تجھے اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور (پھر بعد کو) وفات دوں گا
۔ امام ابن جریر الطبریؒ آیت کریمہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ
اِلَیَّ کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی تحریر فرماتے
ہیں کہ۔

وقال آخرون معنی ذٰلک اذ قال اللّٰہ یعیسٰی انی رافعک الی ومطھرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد انزالی ایاک الی الدنیا وقال وھٰذا من المقدم الذی معناہ التأخیر والمؤخر الذی معناہ التقدیم قال ابو جعفر و اولٰی ھٰذہ الاقوال بالصحۃ عندنا قول من قال معنٰی ذالک انی قابضک من الارض ورفعک الی لتواتر الاخبار عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال ینزل عیسٰی بن مریم فیقتل الدجال اھ
(تفسیر ابن جریر جلد 3 ص 291)

اور دوسرے حضرات واذ قال اللّٰہ (الآیۃ) کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک میں اب تجھے اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرتا ہوں اور میں تجھے زمین پر نازل کرنے کے بعد وفات دوں گا اور متوفیک کا جملہ گو لفظاً مقدم ہے مگر اس کا معنی مؤخر ہے اور ورافعک الی اگرچہ مؤخر ہے لیکن معنی میں مقدم ہے (کہ پہلے رفع الی السماء ہو گا پھر وفات ہو گی) امام ابو جعفر طبریؒ فرماتے ہیں کہ ان تمام مذکورہ اقوال میں سے ہمارے نزدیک صحیح تر قول ان کا ہے جو اس کا معنیٰ یہ کرتے ہیں کہ اے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں تجھے زمین سے قبض کر کے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں کیونکہ آنحضرت ﷺ سے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے نازل ہونے اور ان کے دجال کو قتل کرنے کی متواتر احادیث موجود ہیں۔

امام ابن جریرؒ کے بیان سے واضح ہوا کہ اس آیت کریمہ کی اصح اور صحیح تفسیر یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ زمین سے اٹھایا گیا پھر وہ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور پھر ان کی وفات ہوگی نہ یہ کہ ان کی وفات ہو چکی ہے۔

تنبیہ

امام ابن جریر الطبریؒ کے واولیٰ ھٰذہ الاقوال بالصحۃ عندنا کے جملہ سے یہ مغالطہ نہ ہو کہ باقی تمام نقل کردہ اقوال بھی صحیح ہیں مگر اولیٰ یہ ہے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثریؒ (المتوفیٰ 1372ھ) لکھتے ہیں کہ۔

ولیس فی قول الامام ابن جریر الطبری واولیٰ ھٰذہ الاقوال بالصحۃ ما یحتج بہ علی ان تلک الاقوال مشترکۃ فی اصل الصحۃ کیف وقد ذکر منھا ما ھو معزو الیٰ النصاریٰ ولا یتصور ان یصح ذالک فی نظرہ بل کلامہ ھذا من قبیل ما یقال فلان اذکی من حمار وافقہ من جدار کما یظھر من عادۃ ابن جریر فی تفسیرہ عند نقلہ لروایات مختلفۃ کائنۃ ماکانت قیمتھا العلمیۃ وقد یکون منھا ما ھو باطل حتما الخ (نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرۃ ص31)

امام ابن جریر الطبریؒ کے اس قول واولیٰ ھٰذہ الاقوال بالصحۃ سے یہ استدلال ہرگز صحیح نہیں کہ باقی اقوال بھی صحت میں مشترک ہیں مگر یہ صحیح تر ہے کیونکہ انہوں نے نصاریٰ (اور ملاحدہ) کی طرف

بعض منسوب اقوال بھی نقل کئے ہیں اور ان کے نزدیک ان کے صحیح ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان کا کلام یوں ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں گدھے سے زیادہ ذکی اور دیوار سے زیادہ فقیہ ہے جیسا کہ امام ابن جریرؒ کی تفسیر میں یہ علامت ظاہر ہے کہ وہ مختلف روایات جیسی بھی ہوں نقل کر دیتے ہیں گو ان کی علمی طور پر کوئی بھی قدر اور قیمت نہ ہو اور بعض ایسے اقوال بھی نقل کر دیتے ہیں جو قطعی طور پر باطل ہوتے ہیں (تو اس سے باقی تمام اقوال کی نفس صحت پر استدلال غلط ہے)

ثابت ہوا کہ جن مفسرین کرامؒ نے توفی کے حقیقی معنیٰ پورا پورا لینے کے کئے ہیں ان کے نزدیک بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات نہیں ہوئی اور جو توفی کے مجازی معنیٰ وفات کے کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات نہیں ہوئی بلکہ وہ آسمان سے نازل ہو کر دجال لعین اور یہود و نصاریٰ وغیرھم کفار کو نیست و نابود کریں گے تو پھر ان کی وفات ہوگی الحاصل اہل حق میں سے کسی نے بھی متوفیک کے لفظ سے یہ مراد نہیں لی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو چکی ہے اور وہ آسمان پر زندہ نہیں اور یہ کہ وہ قبل از قیامت آسمان سے نازل نہیں ہوں گے یہ باطل نظریہ صرف ملحدوں اور زندیقوں کا خانہ ساز اور اپنا گھڑا ہوا ہے لا شک فیہ

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی تفسیر

بے شک حضرت ابن عباسؓ نے متوفیک کا مطلب ممیتک کیا ہے لیکن باطل پرستوں کا اس سے یہ استدلال کہ حضرت ابن عباسؓ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الیٰ السماء آسمان پر ان کی حیات اور زمین پر ان کے نزول کے منکر ہیں قطعاً مردود ہے۔ اولاً تو اس لئے کہ ممیتک اسم فاعل کا صیغہ ہے اور فعل مضارع کی طرح اسم فاعل میں بھی زمانہ حال یا

استقبال دونوں کا معنیٰ ہوتا ہے اور یہاں زمانہ استقبال مراد ہے یعنی میں تجھے وفات دوں گا اور قرآن کریم کے علاوہ متواتر احادیث اور اجماع امت سے یہ بات باحوالہ بیان ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس سال حکمرانی کریں گے ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون ویدفن تو اس کا کون منکر ہے۔

وثانیاً اس لئے کہ حافظ ابن کثیرؒ محدث ابن ابی حاتمؒ کی سند کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ۔

عن ابن عباسؓ قال لما اراد اللّٰہ تعالٰی ان یرفع عیسٰی علیہ السلام اِلیَ السماء خرج علٰی اصحابہ الٰی قولہ ورفع عیسٰی علیہ السلام من روزنۃ فی البیت اِلٰی السماء الخ وقال ھٰذا اسناد صحیح اِلٰی ابن عباسؓ (تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 574 و ص 575)

حضرت عبداللّٰہؓ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف نکلے (پھر آگے فرمایا) اور حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کی سند صحیح ہے۔

حضرت عبداللّٰہؓ بن عباسؓ کے اس ارشاد سے جس کی سند بالکل صحیح ہے یہ واضح ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات نہیں ہوئی بلکہ ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے۔

علامہ محمدؒ بن سعدؒ (المتوفی 230ھ) اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللّٰہؓ بن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

ان اللّٰہ تعالٰی رفعہ بجسدہ وانہ حی وسیرجع الٰی

الدنیا فیکون ملکا ثم یموت کما یموت الناس(طبقات ابن سعدؒ جلد1 ص26 طبع لیدن جرمنی)

انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھالیا ہے اور وہ یقیناً زمین کی طرف لوٹیں گے اور بادشاہ ہوں گے پھر جیسے لوگ وفات پاتے ہیں وہ بھی وفات پائیں گے۔

وثالثاً اس لئے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ اس مقام میں لفظ توفی قطعی اور یقینی طور پر وفات ہی کے معنیٰ میں مستعمل نہیں بلکہ یہاں اس کا معنی بچانا اور پورا پورا لینا ہے مرزا صاحب کے اپنے حوالے ملاحظہ کریں۔

(۱) یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب کا سوچا تھا خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا (اربعین 3۔۔10)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے بھی متوفیک کا معنیٰ میں تجھے بچاؤں گا کیا ہے جیسے اہل اسلام کرتے ہیں۔

(۲) میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا(براہین احمدیہ حاشیہ ص519)

اور یہ نعمت اس طرح پوری ہوئی کہ یہود مردود نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے اور سولی پر لٹکانے کا عزم کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے بد ارادہ سے بچایا اور یہ نعمت کی کہ ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور اپنی پوری نعمت سے ان کو نوازا اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود بے بہبود کو تو اس کی ہمت نہیں دی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرسکیں یا سولی پر لٹکا سکیں اور یہود کے ظالمانہ پنجہ سے ان کو محفوظ رکھا مگر اللہ تعالیٰ نے خود ہی طبعی طور پر

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات دے کر ان کی روح کو آسمان پر اٹھا لیا تو یہ ایک نہایت ہی ضعیف اور نکمی اور لا یعنی بات ہوگی اس لئے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے خود یہود کی آرزو اور مراد پوری کردی کیونکہ آخر یہود بھی تو یہی چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر کے یا سولی پر لٹکا کر ان کی زندگی ختم کردی جائے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کے اختراعی عقائد اور بدعات پر سخت تنقید سے وہ بچ جائیں اور ان کے حلوے مانڈے پر اور ان کی مذہبی رنگ میں عوام کے اموال کو باطل طریقہ سے ہڑپ کرنے کی رسموں پر زد نہ پڑے تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبعی طور پر وفات تسلیم کرلی جائے تو صرف اتنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے ہاتھوں انہیں قتل ہونے اور سولی پر لٹکانے سے تو محفوظ رکھا مگر از خود ہی ان کو وفات دے کر یہود کا مطلب پورا کردیا اس میں ان پر اللہ تعالیٰ کی کون سی تدبیر اور کون سے پوری نعمت ہوئی؟ اور وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ کا کیا مفہوم رہا؟ غرض یہ کہ وفات دے کر رفع کرنے میں کوئی نعمت نہیں چہ جائیکہ پوری نعمت ہو

قارئین نے ملاحظہ کرلیا کہ قرآن کریم حدیث شریف لغت عربی اجماع امت اور امت مسلمہ کا ہر علمی طبقہ عام اس سے وہ حضرات محدثینؒ ہوں یا فقہاءؒ حضرات متکلمینؒ ہوں یا صوفیاءؒ وغیرہم" سب کے سب اس پر متفق ہیں بلکہ خود مرزا قادیانی بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس مقام میں متوفیک سے یہ مراد نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو چکی ہے جیسا کہ باطل پرست مدعی ہیں خود مرزا صاحب کا اقرار ہے کہ " ایک نئے معنیٰ اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد اور تحریف ہے خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچاوے" (ازالہ اوہام ص 745) ہماری بھی یہی دعاء ہے اور اس پر صلوٰۃ ہے آمین

قادیانی لاہوری مرزائیوں کو مسکت جواب اور ان پر اتمام حجت

مرزائیوں کو ممات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تردید میں اہل اسلام اپنے اپنے انداز میں جوابات دیتے رہتے ہیں وہ بھی بجا ہیں لیکن راقم اثیم بجائے لمبا راستہ اختیار کرنے کے ممات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کردہ جملہ نقلی وعقلی استدلال کا قطع مسافت کے لئے یہ حل آسان سمجھتا ہے اور مختصری تمہید کے بعد خود مرزا صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے یہ حوالے بہتر حل قرار دیتا ہے۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

تمہید

مرزا غلام احمد قادیانی جب تک دائرہ اسلام میں داخل اور مسلمان تھے اور جب تک وہ حکیم نورالدین بھیروی کے کافرانہ چنگل میں پوری طرح نہیں پھنسے تھے اور جب تک حکیم نورالدین کے غلط نسخوں سے مرزا صاحب کا مراق اور مالیخولیا عروج تک نہیں پہنچا تھا اور جب تک محمدی بیگم کے عشق کا مکمل بھوت ان پر سوار نہیں ہوا تھا اور جب تک ان عوارضات کی وجہ سے ان کا دماغ ماؤف نہیں ہوا تھا وہ قرآن و حدیث اور اجماع کی قدر کے گیت گاتے تھے مگر جب کروٹ بدلی تو ان میں سے کوئی چیز بھی نعوذباللہ قابل قدر نہ رہی بلکہ الٹا ان کا مذاق اڑانے لگے اور بھانڈوں کی طرح مسخرہ پر اتر آئے۔

گریباں ہے نہ دامن ہے برہنہ سر برہنہ پا
جنون عشق کے مارے بھی کیا دیوانہ وار آئے

اب خود مرزا صاحب کے اپنے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح بن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کے آنے کی پیشگوئی ایک اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن نہیں ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں الخ (ازالہ اوہام ص 557)

قارئین کرام بار بار اور غور سے اس حوالہ کو پڑھیں۔

۲۔ اگر یہ کہو کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ ہو تو میں کہتا ہوں کہ ایسا خیال ہی سراسر ظلم ہے کیونکہ یہ حدیثیں ایسے تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں کہ عندالعقل ان کا کذب محال ہے اور ایسے متواترات بدیہات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں (ایام الصلح ص 1 ص 48)

قارئین کرام اس حوالے کو بھی بنظر غائر دیکھیں کہ مرزا صاحب نے کیا کہا؟ بدیہات کا انکار تو صرف پاگل ہی کر سکتے ہیں کوئی عقل والا کسی بدیہی کا کبھی بھی انکار نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے

۳۔ اور جب حضرت مسیح (علیہ السلام) دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق واطراف میں پھیل جائے گا (براہین احمدیہ ص 498، 499) اور یہی کچھ احادیث متواترہ اور امت مسلمہ کے اتفاق واجماع سے ثابت ہے جیسا کہ قارئین کرام پوری تفصیل

سے پڑھ چکے ہیں۔

نوٹ: یہ حوالہ براہین احمدیہ کا ہے اور مرزا صاحب خود براہین احمدیہ کے بارے میں لکھتے ہیں مؤلف نے ملہم ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی اور یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے دربار میں رجسٹری ہو چکی ہے آپ ﷺ نے اس کا نام قطبی رکھا ہے قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل اور یہ کتاب خدا تعالیٰ کے الہام اور امر سے لکھی گئی ہے (براہین احمدیہ ص248) اب کون مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر اور الہام کو ٹھکرائے گا اور آنحضرت ﷺ کے دربار سے رجسٹری شدہ کتاب کے حکم کو مسترد کرے نعوذ باللہ من ذالک یہ سب عبارتیں اور حوالے مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے ہیں اور بالکل واضح ہیں بعد کے جنونی دور میں مرزا صاحب اور ان کی جسمانی اور روحانی اولاد نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء اور نزول الی الارض اور آمد کے بارے جن جن شبہات کی بنا پر انکار کیا ہے اہل اسلام کی طرف سے ان کے یہی مذکورہ جوابات کافی اور وافی ہیں جو مرزا صاحب کے قلم سے صادر ہوئے ہیں کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ممکن ہے مرزا صاحب یہ کہہ دیں۔

منزل تلک تو ساتھ رہے ہم سفر رئیس
پھر اس کے بعد یاد نہیں ہم کہاں گئے

جملہ اہل اسلام اس کو بخوبی جانتے ہیں کہ ختم نبوت کے عقیدہ کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء ان کی حیات اور پھر نزول الی الارض بھی قطعی اور محکم دلائل سے ثابت ہے جو کسی تاویل کا محتاج نہیں لہذا جو طبقہ اور گروہ ایسے بنیادی عقیدوں کا انکار یا تاویل کر کے کافروں میں شامل ہونا چاہتا ہے تو بڑے شوق سے ایسا کرے اسے کون روک سکتا ہے؟

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا؟
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

اللہ تعالیٰ کل اسلام کو توحید اور سنت اور جملہ عقائد اسلامیہ کو قبول کرنے اور ان پر قائم رہنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وخصوصا علیٰ خاتم النبیین محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ الیٰ یوم الدین

العبد الحقیر ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ
ومدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۸ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ 26 مئی 1996ء